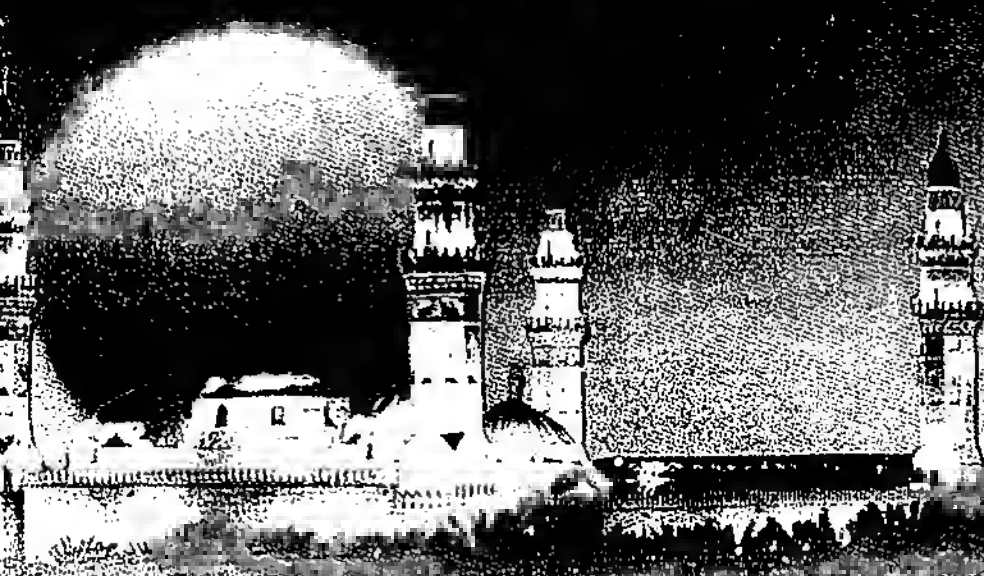


کتاب خانہ
مکتبہ اسلامیہ

محمد سریر بریلوی

مکتبہ محمد سریر بریلوی



رسانی ہر کتاب و قلم
کوشش خانہ لائبریری



مختصر سیرت نبوی ﷺ

پاکیزہ نسب . ولادت پاک . اسم پاک . صورت پاک . حیات پاک .
وفات پاک . ازواج پاک . اولاد پاک . خدام . سفراء و گھریلو اثاثہ چٹا
اور آپ کے ایک سو ایک پاکیزہ و مقدس

عادات و اطوار کا

مستند تذکرہ



تالیف:-

مولانا محمد عبد الرحمن صاحب

استاذ مدرسہ و تفسیر و ناظم (اول) مجلس علمیہ حیدرآباد

خلیفہ مجاز حضرت محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب مدظلہ العالی

فائزہ

بابی بک ڈپو

کٹر شیخ چاند لال کنواں دہلی

نام کتاب :- مختصر سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

تالیف :- مولانا محمد عبدالرحمن حیدر آبادی

کتابت :- ظہیر احمد مظفرنگری

مصحح :- مولانا محمد عمران صاحب قاسمی

طباعت :- شعیب پرنٹرس دہلی لا

سن اشاعت :- اکتوبر ۲۰۰۳ء

اہتمام :- فیض الرحمن ربانی

قیمت :- پچیس روپیہ

ناشر

ربانی بک ڈپو
کٹر شیخ چاندان کٹوال دہلی

۳۲۱۰۸۸ - ۳۲۱۰۸۳۰

فہرست مضامین مختصر سیرت نبوی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲	کاتبان وحی	۴	نعت شریف
۳۳	سفر اہرام	۵	افتتاحیہ
۳۷	مؤذن رسول	۷	پاکیزہ نسب
۳۷	امراء و گورنر	۸	والدین محترمین
۳۸	مخالفین رسول	۹	ولادت پاک
۴۰	در بار نبوی کے شاعر	۱۰	اسم پاک
۴۰	خطبہ نبوی	۱۳	صورت پاک
۴۰	فارس نبوی	۱۷	اسما پاک
۴۱	نبوی ہتھیار اور سامان حرب	۱۸	دودھ پلانے والی خواتین
۴۵	لباس پاک	۱۹	کفالت و پرورش
۴۶	خاتم نبوی (انگوٹھی)	۱۹	نبوت و رسالت
۴۷	نعلین شریفین	۲۰	معجزات
۴۸	آپ کی سواریاں	۲۱	ایکے چچا اور بھوپیاں
۵۲	وفات پاک	۲۱	ازواج مطہرات
۵۸	سیرت پاک (ذاتی)	۲۸	کنیزات طاہرات
۹۲	نقشہ نعلین شریفین	۲۹	اولاد پاک
		۳۰	خدام و غلام

نعت شریف

مکی، مدنی، ایشی و مغربی ہے
پاکیزہ تر از عرش و سما جنت فردوس
آہستہ قدم بچی نگاہ پست صدا ہو
اے زائر بیت نبوی یاد رہے یہ
کیا شان ہے اللہ کے محبوب نبی کی
بجھ جائے ترے چھینٹوں اے ابرار کرم آج
ادم کے لئے فخریہ عالی نسب ہے
آرام گہ پاک رسول عربی ہے
خوابیدہ یہاں روح رسول عربی ہے
بے قاعدہ یاں جنبش لب ادبی ہے
محبوب خدا ہے وہ جو محبوب نبی ہے
جو آگ مرے سینے میں مدت سے لگی ہے
”از علامہ سید سلیمان ندوی“

۱۔ نوٹ: حضرت علامہ سلیمان ندوی نے مذکورہ نعت شریف کو مدینہ منورہ میں روحانۃ القدس کے جلسے پر جسٹریٹھ لکھا۔ فخر اللہ عن سائر المسلمین غیر الجزار جزائہم و فوزا۔

افتتاحیہ

دنیا کے تمام مذاہب نے انسانی صلاح و فلاح کیلئے ایک ہی تدبیر بیان کی ہے کہ
اس مذہب کے رہبر اور قائد کی تعلیمات اختیار کر لی جائیں۔

لیکن آسمانی مذاہب میں اسلام صرف ایک ایسا آفاقی مذہب ہے جس نے اپنے
داعی و پیغمبر کی پوری زندگی کو عملی نمونہ قرار دیا اور اسی کی اتباع و پیروی میں دنیا کی
صلاح اور آخرت کی فلاح کو منحصر کر دیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّالَّذِينَ احْزَبُوا آيَاتِ مَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی انسانیت کیلئے بہترین نمونہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دو کامل مکمل نمونے ہیں۔

صورت پاک، سیرت پاک

وقت کے سیرت نگاروں نے سیرت پاک پر ضخیم اور عظیم کتابیں مرتب کی ہیں

لیکن صورت پاک پر امام المحدثین امام ترمذی (ولادت ۲۶۷ھ و وفات ۳۲۰ھ) پہلے

سیرت نگار محدث ہیں جنہوں نے ”سیرت پاک“ کے ساتھ ”صورت پاک“ کے عنوان

پر عربی میں ایک دقیق و جامع رسالہ ”الشئائل الترمذی“ مرتب کیا جو کتب احادیث میں

عظیم الشان و مستند حیثیت رکھتا ہے۔

ہمارے استاد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے اس عربی رسالہ کا اردو ترجمہ

مع ضروری تشریحات ”فصائل نبوی شرح الشئائل الترمذی“ کے نام سے مرتب کیا ہے

شیخ الحدیث کی یہ کتاب خطائے نبویؐ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی شہرہ آفاق کتاب ہشتی زیور حصہ اور قدیم سیرت نگار محدث امام عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن جماعہ المعروف ابن جماعہ (المتوفی ۷۹۸ھ) کی مستند کتاب "المختصر النذیری فی سیرۃ النبیؐ" سے زیر مطالعہ کتابچہ مرتب کیا جا رہا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں آپؐ کی ایک سو ایک ذاتی سیرت پاک کے علاوہ صورت پاک اور اسم پاک کی وضاحت، آپؐ کا بلند و اعلیٰ نسب نامہ والدین محترمین کا تذکرہ، رضاعت و کفالت اور بچپن، ازواج مطہرات، بنات طاہرات، کنیزات طہیات، اولاد پاک کا تذکرہ، خدام و خادیات، کاتبین وحی، خطباء و شرفرازان، مؤذنین عظام و محافظین، تغلین شریفین و لباس پاک، گھریلو اثاثہ جات، سامان حرب ضرب و جی لباس، سوار یوں اور جانوروں کے تفصیل اور وفات پاک کا تذکرہ مذکورہ بالا تینوں کتابوں سے لیا گیا ہے۔

اس طرح زیر مطالعہ کتابچہ سیرت نبویؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی و خانگی و گھریلو سیرت طیبہ کا مستند ذخیرہ ہے جو سیرت کی بڑی بڑی کتابوں میں یکجا نہیں ملتا۔

فَلَاحَ الْحَمْدُ يَا رَبَّنَا حَمْدًا اَعْلٰی مَا اَلْهَمْتَ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْنَا وَ صَلِّ اَللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ اَصْحَابِهِمُ الرَّاٰثِدِيْنَ الْمُتَّبِعِيْنَ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

خاکپائے مصطفیٰ

خادم الکتاب السنۃ محمد عبدالرحمن غفرلہ

حال مقیم جدہ (سعودی عرب)

پاکیزہ نسب

علم تاریخ کے مستند علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ نسب سیدنا آدم علیہ السلام تک تین جھٹوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

سلسلہ نسب کا پہلا حصہ بلا اختلاف منقول ہے اس میں ناموں کا کوئی اختلاف نہیں اور وہ آپؐ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ سے جد اعلیٰ عدنان تک کے نام ہیں یہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ نقل کیا گیا۔

دوسرا حصہ حضرت عدنان سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام تک ناموں میں کہیں کہیں اختلاف پایا جاتا ہے۔

تیسرا حصہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سیدنا آدم علیہ السلام کے درمیانی ناموں میں غیر معمولی اختلافات ہیں۔ ناموں کا یہ اختلاف ایک طبعی و فطری حقیقت ہے کیونکہ ناموں کی یہ ساری تفصیلات ماقبل تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ علم تاریخ کا وجود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات یا ولادت سے شروع ہوتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے کم و بیش ساڑھے پانچ سو سال بعد ہوئی ہے اسلئے آپؐ کے سلسلہ نسب میں ناموں کی کمی و بیشی اور اختلافات قرین قیاس بھی ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی کوئی اختلاف نہیں کرتا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے غیر اختلافی ناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ولادت پاک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ آپ کے اپنے شہر مکتہ المکرمہ میں عام الفیل (اصحاب الفیل والے سال) ماہ ربیع الاول دو شنبہ (پیر) کے دن صبح صادق کے وقت خواجہ ابوطالب کے مکان میں ہوئی۔ اس مقام کو ”مولد الرسول“ کہا جاتا ہے جو مروہ پہاڑی کے بائیں جانب مشرق کے کنارے واقع ہے (اس جگہ ۱۱۵۰ سالہ اس مقام پر دارالمطالعہ کی مختصر عمارت بنادی گئی ہے) آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں چار مشہور قول نقل کیے گئے ہیں۔

۸۰۸ھ ۱۲ ربیع الاول (عام الفیل)

تحقیقی روایات اریا ۹ ربیع الاول کے بارے میں ہیں۔ سن عیسوی کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۲ اپریل ۵۷۰ء تھی۔ (سیرۃ النبی ج ۱ ص ۱۷۱)

عثمان بن العاص کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت عبد اللہ کہتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں سیدہ آمنہ حجرے میں تھیں اس وقت سارا مکان نور سے بھر گیا تھا اور آسمان کے ستارے مکان پر ٹھک پڑے تھے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۶۶)

خود سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے ہیں تو نہایت نظیف و پاکیزہ تھے بدن پر کسی قسم کی آلائش نہ تھی، تاریخی روایت یہی ہے کہ آپ محنتوں پیدا ہوئے (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶۲، زرقانی ج ۱ ص ۱۲۱)

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے ساتویں دن آپ کا ختنہ کر دیا اور اہل خاندان کی دعوت کی اور آپ کا نام ”محمد“ رکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) بعض دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کا ختنہ حضرت جبریل امین نے کیا، بچپن

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرثدہ بن كعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خسریم بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

قرآن حکیم نے آپ کے خاندان کو پاکیزہ خاندان کہا ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ (الاحقاف سورۃ توبہ آیت ۱۲۸)

حضرت ابن عباسؓ اور امام زہریؒ نے انفسکم کے حرف ف پر زبر کی قرأت نقل کی ہے، انفس کے معنی افضل و اشرف ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت و شان والے خاندان سے ہیں۔ (بخاری باب مبعث النبی)

والدین محترمین

آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی سیدہ آمنہ تھا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ والدہ محترمہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئیں جبکہ آپ کی عمر شریف چھ سال تھی۔ والد محترم حضرت عبد اللہ نے جو حضرت عبد المطلب کے بڑے فرزند تھے ایسے وقت وفات پائی جبکہ آپ لطن ماور میں چھ ماہ کے تھے۔ اور حضرت عبد المطلب نے اس وقت وفات پائی جبکہ آپ کی عمر شریف آٹھ سال تھی۔

صلی اللہ علیہ وسلم

میں آپ کا شوق صدر کیا گیا تھا جہاں آپ اپنی رضاعی ماں سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ہاں
زیر پرورش تھے۔ واللہ اعلم

اسم پاک

تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قوم
عرب میں اپنے بچوں کا نام "محمد" رکھنا شاذ و نادر ہی تھا۔ آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب
نے آپ کا نام "کریم" رکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کا دوسرا اسم "کریم" احمد" بھی تھا جو
قدیم آسمانی کتابوں میں درج ہے۔ (سورۃ الصف آیت ۲۴)

آپ کا یہ اسم "کریم" صحابہ کرام میں معروف مشہور رہا ہے۔ دربار نبوت کے
شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر کتب احادیث میں اس طرح ملتا ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْفُفُ بِعَرْشِهِ ۖ وَالظُّلُمُوتُ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدُ

حاطان عرش کے فرشتے اور سب پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت احمد پر

درود بھیجا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ صغیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی
بن زید فرماتے ہیں کہ آپ کے چچا خواجا ابوطالب فرصت کے اوقات میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے،

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے قوم عرب میں اسم محمد کا رواج بہت کم تھا۔ علامہ ابو جعفر
محمد بن حبیب بغدادی (المتوفی ۳۵۵ھ) نے کل سات آدمی اس نام کے شمار کئے ہیں ان میں سے ایک نام محمد
بن سفیان بن جاشع کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے والد نے ایک منشی راہب سے یہ سنا تھا کہ آئندہ بغیر
کا نام محمد ہوگا تو انھوں نے اپنے مولود کو یہ نام محمد رکھ دیا تاکہ اس نبی کی برکت حاصل ہو۔

(کتاب المستدرک ۱۲ تفسیر راجدی)

وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِيَجْلُو ۖ فَذُو الْعَرْشِ يَحْمَدُ وَهَذَا اَحْمَدُ
اللہ نے اپنے نام پاک سے آپ کا نام بنایا تاکہ آپ کی عظمت ظاہر کرے
پس عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم (فتح الباری ۱/۲۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے چچا خواجا ابوطالب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

رَأَيْضُ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِحَبْرِهِ

يُمَالُ الْيَسَامُ عِصْمَةُ الْأَرْحَامِ

آپ صاف ستھرے پاکیزہ ہیں۔ آپ کے روئے مبارک کے صدقے میں بارش
طلب کی جاتی ہے۔ آپ یتیموں کی پرورش کرنے والے اور بیواؤں کی حمایت کرنے
والے ہیں۔ (بخاری) صلی اللہ علیہ وسلم

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ آپ کی وفات شریفہ کے بعد جہاں کہیں سیدنا
یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا تذکرہ سنا کرتیں تو بیساختہ اپنا یہ شعر پڑھ دیا کرتیں تھیں

لَوِ احْبَى زُلَيْخَا لَوَرَأْسَيْنِ بَعِيْنَتَيْنِ ۖ لَكَفَرْنَا بِالْقَطْعِ الْقَلْبَيْنِ عَلَى الْبَيْدِ

زلیخا کو طعنہ دینے والیاں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین پاک کو ایک نظر
دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹ لیتیں۔ (بخاری)

جس طرح آپ کا اسم پاک معجز نام ہے صورت پاک بھی معجزہ تھی۔ سینکڑوں نساؤں
نے صرف آپ کے روئے مبارک کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تھا اور شہادت دی کہ
ایسا مقدس و پاکیزہ چہرہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن سلامؓ جو طند پایہ یہودی عالم اور اپنی قوم کے سردار بھی تھے
جب آپ کو صرف ایک نظر دیکھا تو اعلان کر دیا اِنَّهُ لَنَبِيٍّ يُّوْحَىٰ كَذَّابٍ،

یہ جھوٹا چہرہ نہیں۔ پھر اسلام قبول کر لیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اسم پاک محمدؐ کا سادہ ترجمہ "وہ ذات جس کی تعریف کی گئی ہو" عربی لغت کی مشہور کتاب قاموس میں لفظ "محمد" کے یہ معنی لکھے گئے ہیں "وہ ذات جس کی تعریف کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوا ہو۔ الَّذِي يُحَمَّدُ مِنْهُ بَعْدُ مَرَّةٍ" (قاموس) صلی اللہ علیہ وسلم

علاوہ انہیں صاحب قاموس نے لفظ "محمد" کو تحمید سے مشتق کیا ہے جس کے معنی میں مبالغہ اور تکرار کی صفت پائی جاتی ہے یعنی کسی کام کو ایسے طور پر انجام دینا کہ اسکا کوئی جز چھوٹنے نہ پائے۔ مثال کے طور پر کہا جاتا ہے،

فَتَكَفَّفِيْلًا مَكْرُؤًا كَمَا كَلَّ كَوْنِي بَزْرٍ بَاقِيًا نَدْرًا

فَتَسَعَّ تَقْصِيْمًا اس طرح تقسیم کیا کہ کچھ باقی نہ رہا

ایسے ہی "محمد" کا ترجمہ وہ ذات جس کا ہر حصہ قابلِ حمد ہے کہ کوئی حصہ تعریف سے حالی نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

مذکورہ کتاب قاموس میں لفظ "حمد" کے معنی قضاہ الحق بھی لکھے ہیں (حق ادا کرنا) اس لحاظ سے لفظ محمد کے معنی وہ ذات جس کا پورا پورا حق ادا کر دیا گیا ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم

الغرض کمالات نبوت ہوں یا معجزات رسالت ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بھی ایک معجزہ ہے اور یہ زندہ معجزہ آج تک اپنی معنویت کو برقرار رکھے ہوئے ہے اور ابد الابد تک سب سے گاہ و نیایش جن جن چیزوں کا ذکر خیر جاری ہے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر سب پر حاوی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

در بار نبوت کے مدت سرا حضرت حسان بن ثابت یوں مدح سرا ہوئے ہیں۔

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي ۖ وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

خُلِقْتُ مِنْ أَفْسَنْ كُلِّ عَيْبٍ ۖ كَمَا تَلَقَّ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ
ترجمہ: میری آنکھوں نے آپ جیسا حسین کہیں نہیں دیکھا، اور نہ آپ جیسا صاحب جمال کسی عورت نے جناب آپ ہر ہر عیب کے پاک صاف پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ اپنی خواہش و مرضی کے مطابق پیدا ہوئے ہیں۔

ماضی قریب کے غیر معروف شاعر لطف بدایونی نے آپ کے صن و جمال کو جس بھوتی سے ادا کیا ہے اردو محبت سرائی میں ایسا عنوان نظر نہیں آتا۔

رُخِ مَصْطَفَا ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دکانِ آئینہ سنا ز میں

صلی اللہ علیہ وسلم

البتہ فارسی زبان میں اسی عنوان کو اس طرح ادا کیا گیا،

آقا قہارِ دیدہ ام مہر بستاں و رزیدہ ام !

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیز سے دیگر کی

ترجمہ: کائنات چھان ڈالی اور حسینان جہاں کو خوب دیکھ لیا لیکن آپ کا صن و جمال ہی کچھ اور ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت نگار اور صورت نگار تمام مؤرخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق عالیہ بیان کرنے کے بعد یہ جملہ ضرور لکھا کرتے ہیں۔

لَمْ أَرَ قَبْلَكَ وَكَجَعْدِكَ مِثْلَكَ

ہم نے آپ جیسا باجمال و باکمال نہ پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

صلی اللہ علیہ وسلم

زندہ معجزہ: ام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معنویت کی زندہ شہادت آپ کا وہ ذکر خیر ہے جو حسبِ میل موقوفوں پر لاکھوں انسانوں کی زبانوں پر آج بھی دیکھا اور سنا جاتا ہے اور قیامت تک سنا جائے گا۔

کلمہ طیبہ میں، اذانوں میں، نمازوں میں، دعاؤں میں، محرابوں میں، منبروں پر، وعظوں میں، درسگاہوں میں، خانقاہوں میں، مسجدوں میں، محفلوں میں، خلوت کدوئوں میں، میدانوں میں، سمندر میں، خلاؤں میں، سفر میں، حضر میں، انٹھٹے بیٹھتے، جاگتے سوتے، چلتے پھرتے ام پاک محمد رسول اللہ کا لاتناہی سلسلہ شب و روز شمالاً جنوباً، شرقاً، غرباً، زمین و آسمانوں، عرش و فرش میں، جن و انس اور فرشتوں کی زبانوں پر جاری و ساری ہو رہا ہے اور خود رب العزت و الجلال بھی ہر آن اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرما رہے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا، وَاللَّهُ

صلى الله عليه وسلم

صورتِ پاک

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق بیان کرنے والوں میں حضرت ہند بن مالہ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، یہ بزرگ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے پہلے شوہر ابوالہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، احادیث کی کتابوں میں انھیں "وصّاف رسول اللہ" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرنے والے)

حضرت حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن مالہؓ سے

اپنے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حلیہ مبارک دریافت کیا۔

ماموں جان نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات میں خصوصی شان والے تھے، دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے باوقار تھے، آپ کا چہرہ مبارک بدرِ کامل کی طرح منور تھا، آپ کی قامت متوسط قد والے سے کسی قدر دراز تھی لیکن دراز قد والے سے نسبتاً پست، سر مبارک اعتدال کے ساتھ کچھ بھاری تھا، گیسوئے مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے گنجان تھے۔ بالوں میں از خود مانگ نکل آتی ورنہ آپ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے اور جب آپ کے بال دراز ہوتے تو کان کی لو سے کچھ آگے ہو جاتے۔ آپ کا رنگ مبارک نہایت صاف ستھرا مائل بہ سرخی تھا اور پیشانی مبارک کشادہ تھی، آپ کے ابرو خم دار باریک اور گھنے تھے، دونوں ابرو جدا جدا ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے، ان دونوں ابرو کے درمیان ایک باریک رگ تھی جو غصّہ کے وقت ابھر جاتی تھی (اسی حالت پر صحابہ آپ کا ناراض ہونا پہچان لیتے تھے) آپ کی مبارک ناک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک چمک و نور ظاہر ہوتا تھا، پہلی نظر میں دیکھنے والا آپ کی مبارک ناک کو دراز محسوس کرتا تھا لیکن دوبارہ دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ حق و چمک کی وجہ سے دراز معلوم ہو رہی ہے۔ آپ کی ڈالھی مبارک بھرپور اور گھنی تھی، چہم مبارک کی پتلیاں نہایت سیاہ و چمکدار تھیں، رخسار مبارک نہایت ہموار بلکہ پھلکے تھے، دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھیں (یعنی تنگ منہ نہ تھا) دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان کے درمیان خفیف سا فصل تھا (جب آپ کلام فرماتے تو دانتوں کے درمیان سے روشنی پھوٹی تھی) سینہ مبارک

سے حضرت حسنؓ کی عمر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سات سال تھی اور حضرت حسینؓ ان سے بھی کم عمر تھے۔

سے ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر تھی، گردن مبارک خوبصورت صراحی دارا تراشی ہوئی گردن کی طرح تھی اور رنگت میں صاف ستھری چاندی جیسی، آپ کے سارے اعضاء نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے، بدن مبارک گٹھا گٹھا سا تھا، شکم اور سینہ مبارک ہموار لیکن سینہ مبارک فراخ و کشادہ تھا، آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا، جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھیں (جو مضبوطی و طاقت کی علامت ہوا کرتی ہیں)، کپڑے اُتارنے کی حالت میں آپ کا مبارک بدن روشن و چمکدار نظر آتا تھا، شکم مبارک پر بال نہ تھے البتہ سینہ اور ناف کے درمیان بالوں کی ایک باریک دھاری تھی، دونوں بازوؤں اور کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصے پر بال تھے، آپ کی کلائیوں اور رازتھیں اور سٹھیلیاں اور قدم مبارک گداز اور پُر گوشت تھے ہاتھ اور پیر کی انگلیاں متناسب کے ساتھ و رازی مائل تھیں، آپ کے ٹکڑے مبارک کھسکا قدر گہرے تھے اور قدم مبارک ہموار کہ پانی ان پر ٹھیرتا نہیں تھا فوراً وصل جاتا، جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور مائل رخ ہو کر آگے بڑھتے، قدم مبارک زمین پر آہستہ پڑتا تھا، آپ چلنے میں کچھ کشادہ قدم رکھتے تھے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے، جب آپ چلا کرتے تو ایسا معلوم ہوا کہ تاگو یا بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں، جب کسی کی جانب متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔

آپ کی نظریں عموماً نیچی رہا کرتی تھیں، آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان، زمین کی طرف زیادہ رہا کرتی، عادت شریفہ گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (یعنی کسی کو گھور کر دیکھنے کی عادت نہ تھی)۔

جب ملکر چلا کرتے تو صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے، مل جل کر چلنے کی عادت شریفہ تھی اور جب کسی سے ملاقات فرماتے تو آپ خود پہلے سلام کرتے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر بن سمہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا اس وقت آپ سرخی مائل لباس زیب تن تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ کے رخ انور کو دیکھتا بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو اسحق کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت برابر بن عاذب سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس کیا تلوار کی طرح شفاف تھا؟ فرمایا، نہیں بلکہ بدرِ کامل کی طرح روشن تھا۔

صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ سعدی آپ کی ثنا خوانی کا حق اس طرح ادا کرتے ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ: مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرِ
لَا يَمْنَعُكَ الشَّيْءُ كَمَا كَانَ حَقَّقَهُ: بَعْدَ رُخْصَا بَزْرُكَ تَوَلَّى قِصَّةً مَحْقَرَةً
صلی اللہ علیہ وسلم

اسما پر پاک

جیسا کہ بیان کیا گیا آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے آپ کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ علاوہ ازیں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد اپنے چند اور اسماء بھی ارشاد فرمائے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں۔

أَحْمَدُ، أَلْمَاجِی، أَلْحَاشُ الْعَاقِبُ، أَلْمُقَفِّی، نَبِیُّ الرَّحْمَةِ،

أَلْعَاقِبُ، أَلْمُقَفِّی (آخرا انبیاء)، أَلْمَاجِی (کفر کو مٹانے والا)، أَلْحَاشُ حَشْرُکے دن سب سے پہلے

علی الاعلان فرمانے لگے۔

عمر شریف کے (۳۸) یا (۳۹) سال میں آپ کے چچا خواجہ ابوطالب کا انتقال ہو گیا، اس حادثہ کے تین یا پانچ دن بعد آپ کی زوجہ مطہرہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے بھی انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا
تاریخ اسلامی میں اس سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے۔ (رنج و غم والا سال)

معجزات

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار معجزات عطا کئے ہیں جن کی تفصیل پر علمائے مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلے کی مشہور و معروف کتابیں دلائل النبوة للبیہقی، خصائص کبریٰ للسیوطی، کتاب البو نعیم وغیرہ ہیں۔

آپ کے معجزات کی تعداد امام بیہقی نے ایک ہزار اور امام نووی نے ایک ہزار دو سو اور دیگر محدثین نے تین ہزار نقل کی ہے۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۳۲۵)

سب سے بڑا معجزہ قرآن پاک ہے جس کی نظیر یا مثال پیش کرنے سے کائنات عاجز و بے بس رہی ہے، عظیم معجزات میں شق القمر، آتھ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑا سا کھانا کثیر انسانوں کے لئے کافی ہو جانا، کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، کھجور کے تنے کا بے ساختہ رونا، پتھر کا آپ کو سلام کرنا، اونٹ کا آپ کو سجدہ کرنا اور اپنے مالک کی شکایت کرنا، بھیڑے گاؤں ہی دینا، زہر آلود گوشت کا کلام کرنا، غزوہ احد میں حضرت قتادہ بن النعمان کی آنکھ کا اکھڑا ہوا ڈھیلا دوبارہ آنکھ میں صحیح و سالم رکھ دینا وغیرہ

(تفصیل کے لئے ہدایت کے چراغ جلد دوم مطالعہ کیجئے)

آپ کے چچا اور پھوپیاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ چچا و نایا اور چھ پھوپیاں شمار کی گئیں ہیں۔
چچا :- حمزہ، العباس، الحارث، ابوطالب عبد مناف، ابوہب عبد العزی، الزبیر، عبد الکعبہ، ضرار، قثم، المقوم، الغیرہ (جن کا لقب حمل تھا) الخیدان، العوام، پھوپیاں :- صفیہ، عائشہ، بڑہ، اروی، امیہ، ام حکیم البیضا۔

یہ سب حضرت عبد المطلب کی اولاد ہیں، عمر میں سب سے بڑے بیٹے الحارث تھے اور سب سے چھوٹے حضرت عباس تھے۔ ان میں سیدنا حمزہ، سیدنا عباس، سیدہ صفیہ، سیدہ عائشہ اور سیدہ اروی نے اسلام قبول کیا ہے۔ رضی اللہ عنہم

ازواجِ مطہرات

آپ کے ازواجِ مطہرات کی تعداد بارہ اور کنیزات طاہرات کی تعداد چار تھی، جب آپ کی عمر شریف پچیس سال ہوئی تو مکہ المکرمہ کی قریشی معزز دولت مند خاتون سیدہ خدیجہ الکبریٰ سے جو بیوہ تھیں نکاح ہوا اس وقت سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی عمر شریف چالیس سال تھی، بیس عدد اونٹ بھر مقرر ہوا۔
بارہ ازواج کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

- (۱) ام البنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد (۲) سیدہ سودہ بنت زمعہ (۳) سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر (۴) سیدہ حفصہ بنت عمر بن الخطاب (۵) سیدہ زینب بنت خویلد (۶) سیدہ ام سلمہ بنت امیہ (۷) سیدہ زینب بنت جحش (۸) سیدہ جویریہ بنت الحارث

(۹) سیدہ ریحانہ بنت زید (بعض مورخین نے ان کو کنیزات میں شمار کیا ہے)
(۱۰) سیدہ ام حبیبہ زوجہ بنت ابی سفیان (۱۱) سیدہ صفیہ بنت حمزہ بن اخطب (۱۲) سیدہ
ممنونہ بنت الحارث بن حزن

۱۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپ کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں، مکہ المکرمہ میں سرفرازی نبوت سے پندرہ سال
پہلے جب کہ آپ کی عمر شریف پچیس سال اور سیدہ کی عمر چالیس سال تھی
نکاح ہوا۔

سیدہ کے بطن مبارک سے چار لڑکیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور
دولہ کے قاسم اور عبد اللہ پیدا ہوئے لیکن یہ ساری اولاد سوائے سیدہ فاطمہ آپ کی
حیات پاک ہی میں یکے بعد دیگر وفات پا گئیں، بعض تو بچپن میں اور بعض جوانی
اور شادی کے بعد۔

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہجرت مدینہ سے تین سال قبل سنہ نبوت مکہ المکرمہ
میں وفات پائی، انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس قبر شریف میں اتارا،
اپنے پیچھے چار لڑکیاں دولہ کے پھوڑیں، پچیس سال آپ کی زوجیت میں رہیں، وفات
کے وقت (۶۵) سال عمر تھی، آپ نے ان کی حیات میں کسی اور خاتون سے نکاح
نہیں کیا، ان کے انتقال کے بعد سیدہ سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا، سیدہ
خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن جن جنت المعلقیٰ مکہ المکرمہ میں سپرد خاک ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۲۔ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سیدہ سودہ کا نکاح ہجرت مدینہ سے تین سال پہلے مکہ المکرمہ میں ہوا، سیدہ
کا قد درمے دراز اور بدن کچھ بھاری سا تھا، مزاج میں لطافت و ظرافت تھی، کبھی کبھی
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا دیا کرتی تھیں، ایک رات آپ کی نماز تہجد میں شریک

ہو گئیں سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگیں یا رسول اللہ آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ
میرے ناک میں خون اتر آیا آپ بے ساختہ ہنس پڑے۔ ماہ ذوالحجہ ۲۳ھ سیدنا
عمر الفاروقؓ کی خلافت میں انتقال کیا اور جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔
رضی اللہ عنہا۔

۳۔ سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا

سیدہ سودہ سے نکاح کے بعد آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے ماہ شوال
سنہ نبوت مکہ المکرمہ میں نکاح کیا جبکہ سیدہ کی عمر شریف چھ سال تھی اور رخصتی
ہجرت مدینہ کے آٹھ ماہ بعد مدینہ میں ہوئی اس وقت سیدہ کی عمر شریف نو سال
تھی، ازواج مطہرات میں یہ واحد خاتون ہیں جو غیر شادی شدہ کنواری تھیں باقی تمام
ازواج بیوہ یا مطلقہ تھیں۔

ایک روایت یہ بھی نقل کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ
عائشہ صدیقہ کو محل قرار پایا تھا جو ساقط ہو گیا لیکن حدیثین نے یہ روایت موضوع
اور بے اصل قرار دی ہے۔ (ابن السنی)

نو سال آپ کی زوجیت میں رہیں۔ آنحضورؐ کی وفات کے وقت اٹھارہ سال
عمر تھی، عشاء میں انتقال کیا اس وقت عمر شریف پچیس سال تھی، حضرت
ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں آسودہ خواب
ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۴۔ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

۳ھ میں آپ نے سیدہ سے نکاح کیا جبکہ ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا
تھا۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معاملہ میں سیدہ حفصہ کو طلاق دیدی
کچھ دیر نہ ہوئی جبریل امین آئے اور اللہ کا یہ پیام پہنچایا کہ آپ اپنی طلاق واپس

لے لیں کیونکہ سیدہ حفصہؓ "صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ" صفت خاتون ہیں (کثرت سے روزے رکھنے والی رات کو بکثرت عبادت کرنے والی) اور یہ بھی کہ یہ خاتون جنت میں آپؐ کی بیوی ہونگی آپؐ نے طلاق واپس لے لی۔ (ابن سعد الطبقات الکبریٰ جلد ۵ ص ۵۵ الطبرانی)۔

شعبان ۳۵ھ مدینہ منورہ میں وفات پائی، حضرت معاویہؓ کا دور حکومت تھا مروان بن الحکم امیر مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی، وفات کے وقت سیدہ کی عمر شریف ساٹھ سال تھی، جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۵۔ سیدہ زینب بنت خزيمةؓ

یہ سخی و فیاض خاتون تھیں زانہ جاہلیت ہی میں ان کا لقب اُم المساکین ہو چکا تھا، خیر خیرات بہت کیا کرتی تھیں۔ پہلے شوہر عبداللہ بن جحشؓ کے غزوہ احد میں انتقال کے بعد ۳۵ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا نکاح کو دو تین ماہ گزرے تھے کہ انتقال ہو گیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں انتقال کے وقت تیس سال عمر شریف تھی۔ رضی اللہ عنہا۔

۶۔ سیدہ اُم سلمہ بنت ابی اُمیہؓ

ماہ شوال ۳۵ھ میں آپؐ سے نکاح ہوا جبکہ پہلے شوہر ابوسلمہؓ چار پانچ ماہ پہلے انتقال کر گئے تھے، سیدہ اُم سلمہؓ نے ۳۵ھ میں انتقال کیا جبکہ عمر شریف چوراسی سال تھی حضرت ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، ازواج نبیؐ میں یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے سب سے آخر میں وفات پائی ہے۔ رضی اللہ عنہا۔ ازواج مطہرات میں حسین و جمیل خاتون شمار کی جاتی تھیں۔

سیدہ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے سابقہ شوہر ابوسلمہؓ نے کہا تھا

اے اُم سلمہؓ آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے جو میرے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو کوئی مصیبت یا آفت پہنچے اور وہ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ کر یہ دعا کرے۔ اَللّٰہُمَّ عِنْدَکَ اَحْقَبْتُ مَصِیْبَتِیْ هٰذِہِ اَللّٰہُمَّ اَخْلَفْنِیْ فِیْہَا یَحْشُرْ مِثْلَہَا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرمائے گا جو اس سے لے لی گئی ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

سیدہ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ابوسلمہؓ کے انتقال کے بعد مجھ کو یہ بات یاد آئی جب دعا پڑھنے کا ارادہ کیا تو خیال آیا کہ مجھ کو ابوسلمہؓ سے بہتر شوہر کون ملے گا؟ ہر حال میں نے یہ دعا پڑھ لی، چنانچہ میری عدت گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از خود اپنا پیام دیا، جن سے بہتر کائنات میں اور کوئی نہیں ہے۔

۷۔ سیدہ زینب بنت جحشؓ

یہ خاتون آپؐ کی بچھوپي اُمیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں (بچھوپي زاد بہن) آپؐ سے ۳۵ھ میں نکاح ہوا، خاندانی نام بُرّہ تھا آپؐ نے نکاح کے بعد نام تبدیل کر دیا اور زینبؓ نام رکھا۔ یہی وہ خاتون ہیں جن کا نکاح آپؐ سے آسمانوں پر ہوا ہے۔ (الاحزاب آیت ۳۷)

تفصیل کے لئے ہماری کتاب "ہدایت کے چراغ" جلد ۱ ص ۶۶۹ دیکھئے۔

نکاح کے وقت سیدہ زینبؓ کی عمر شریف پینتیس سال تھی۔ انتقال ۳۵ھ میں ہوا، سیدنا عمر بن الخطابؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۸۔ سیدہ جویریہ بنت حارثؓ

سیدہ جویریہؓ قبیلہ بنو المصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں ۳۵ھ میں آپؐ نے

جمع تھیں آپ کی تکلیف و بقراری دیکھ کر سیدہ صفیہؓ نے کہا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تمنا ہے کہ آپ کی یہ تکلیف مجھ کو بھائے اور آپ سکون پائیں، دیگر ازواج نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ لیا اور ارشاد فرمایا **وَاللّٰہُ اَنْتَہَا لَصَادِقَۃٌ**، اللہ کی قسم یہ سچی ہے۔ **ماہ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ میں وفات پائی، جنت البقیع میں آسودہ خواب ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔**

البرسپده میمونه بنت الحارث

ماہ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ میں آپ نے ان سے نکاح کیا جبکہ عمرہ حدیبیہ کی قضا کے لئے مکہ المکرمہ تشریف لارہے تھے مقام سرف میں نکاح ہوا واپسی میں عروسی بھی وہیں ہوئی اور وفات بھی اُسی مقام پر ۱۳۸۶ھ میں ہوئی جبکہ سیدہ کسی سفر میں اس مقام پر پہنچی تھیں، سیدہ میمونہؓ کی تدفین بھی مقام سرف میں ہوئی۔

سرف مکہ المکرمہ اور حدیبیہ کے درمیان ایک بستی تھی جو آج مکہ المکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔ رضی اللہ عنہا۔

مورخ ابن سعد لکھتے ہیں کہ یہ آپ کی آخری بیوی تھیں جن کے بعد آپ نے
پھر کسی خاتون سے نکاح نہیں کیا ہے۔ ان کا اصلی نام بڑہ تھا نکاح کے بعد
آپ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔

ملفوظ: سوائے سیدہ خدیجہ الکبریٰ جو محبوب جنت العلیٰ کہہ المکرمہ اور سیدہ میمونہ جو مقام سرف میں آسودہ خواب ہیں تمام ازواج مطہرات مدینہ منورہ کے مقدس قبرستان جنت البقیع میں آرام کر رہی ہیں۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ اَعْمَالَہُنَّ وَارْفَعْ دَرَجَاتِہُنَّ فِی جَنَّاتِ الشَّعِیْمِ بِاَکْثَرِ مَا لَکُمْ مِثْنُ۔

مؤمنین سمجھتے ہیں کہ وہ پاکباز خواتین جنہوں نے قرآنی ہدایت کے مطابق (سورۃ احزاب آیت ۵۸) اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں بغیر مہر نکاح کھیلنے پیش (برہنہ) کیا

۱۔ بعض مفسرین نے ایسی خواتین کے یہ نام شمار کئے ہیں، عولث بنت حکم، ام شریک، مہیوبہ، ایشیٰ بنت حکیم،
دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی کوئی بھی خاتون نہ تھی گو آپ کو نکاح

قبیلہ بنو نضیر کے سردار کی بیٹی تھیں نسبی لحاظ سے یہ سیدنا ارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ غزوہ خیبرؓ میں قیدی بنکر مدینہ طیبہ آئی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر کے نکاح فرمایا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں روتے دیکھا فرمایا کیا بات ہے؟ سیدہؓ نے کہا عاشہؓ اور حفصہؓ مجھ کو اکثر چھیڑا کرتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ تم تو ایک قیدی بنکر مدینہ طیبہ آئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر احسان کیا آزادی دی اور تم تو یہودی خاندان کی ہو، تم ہماری برابری کیونکر کر سکتی ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیہؓ تم نے یہ جواب کیوں نہیں دیا کہ تم مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہوں میرے باپ تو سیدنا ہارون علیہ السلام ہیں اور چچا سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں اور میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بہر حال آپ نے ان کی تسلی فرمادی اور وہ خوش ہو گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں ایک دن سب ازواجِ مطہرات

ایسی طرح آپ نے جن خواتین سے رشتہ کیا تھا لیکن نکاح کی نوبت نہ آئی انکی جملہ تعداد تیس بیان کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم
ازواج مطہرات کی مذکورہ ترتیب قول مشہور کے مطابق ہے جس کو حافظ ابو محمد عبد العظیم المنذری نے لکھا ہے اور ان کے شاگرد علامہ شرف الدین میاطی نے اس پر علماء کا اتفاق ظاہر کیا ہے۔ (المختصر النذری فی سیرۃ النبی ام ابن جامعہ المتوفی ۷۷۵ھ)

کنیزاتِ طاہرات

کنیزات ایسی خواتین کو کہا جاتا ہے جو کسی حادثہ جنگ و جدال میں قیدی ہو جائیں پھر انھیں مال غنیمت کی طرح فاتحین جنگ میں تقسیم کر دیا جاتا ہو جن کے وہ مالک ہو جایا کرتے تھے اور خرید و فروخت کا سلسلہ ان میں جاری ہوا کرتا، مابقی اسلام یہ رواج ہر مذہب میں تھا لیکن اسلام نے اس عمل کی ہمت افزائی نہیں کی بلکہ غلامی کے نامور کو تہذیبی طور پر ختم کر دیا، اور آج جب جہاد اسلامی میں جو غیر مسلم خواتین گرفتار ہو کر آتی ہیں ان کے لہاتھ حسن سلوک اور آزادی کی ترغیب دی ہے اور بہت سارے ایسے طریقے نافذ کئے ہیں جنہیں انھیں آزاد کر دیا جاتا ہے۔

کتاب زاد المعاد میں ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار کنیزات تھیں (۱) سیدہ ماریہ بنت شمعون قبیلۃ بنی نضیر سے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؑ پیدا ہوئے ہیں، اس مبارک خاتون کو اسکندر یہ (مصر) کے بادشاہ مقوقس نے جب کانام جرج بن مینا تھا آپ کی خدمت میں چند تحائف کے ساتھ انھیں بھیج دیا تھا۔

کرنے کا اختیار تھا لیکن اپنے اختیار استعمال نہیں فرمایا۔ (بیان القصر آن حکیم الامت)

- (۲) سیدہ ناریکاؑ (بعض مؤرخین نے انھیں زوجہ مطہرہ لکھا ہے)
(۳) ایک نوجوان خاتون (جو قیدیوں میں آئی تھیں)
(۴) ایک اور نوجوان خاتون جس کو ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحشؑ نے آپ کو ہبہ کیا تھا۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۱۱۱)

اولادِ پاک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔
(۱) سیدنا قاسم جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

(۲) سیدنا عبد اللہ جن کے دو لقب تھے (طیب طاہر) یہ بھی مکہ المکرمہ میں شیر خوارگی کی حالت میں انتقال کیا۔

(۳) سیدنا ابراہیمؑ ششہ مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے، ان کی عمر شریف بھی دو ڈیڑھ سال بیان کی جاتی ہے۔

صاحبزادیوں میں سیدہ زینبؑ، سیدہ رقیہؑ، سیدہ ام کلثومؑ، سیدہ فاطمہؑ یہ چاروں صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے سیدنا قاسمؑ، سیدنا عبد اللہؑ، ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؑ کے بطن سے پیدا ہوئے اور تیسرے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؑ آپ کی کنیزہ سیدہ ماریہ قبیلۃ بنی نضیر سے پیدا ہوئے ہیں، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ سوائے سیدہ فاطمہؑ آپ کی ساری اولاد آپکی حیات طیبہ میں انتقال کی ہیں، سیدہ فاطمہؑ (خاتونِ جنت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات شریفہ کے چھ ماہ بعد انتقال کر گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت کے ایام میں یکبار اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؑ کے کان میں یہ فرمایا تھا کہ بیٹی میں اس مرض میں وفات پانے والا ہوں، اس پر سیدہ فاطمہؑ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ بن
شمر حبیلؓ ہیں جن کو اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ نے آپ کی خدمت میں بہہ کیا تھا پھر
آپ نے انھیں آزاد کر کے اپنی کنیزہ سیدہ اُمّ ایمنؓ سے نکاح کر دیا جن کے بطن سے
حضرت اُسامہؓ پیدا ہوئے جو محبوب بنی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ دوسرے حضرت
ابو رافعؓ تیسرے حضرت ثوبانؓ، چوتھے ابو کبشہ سلیمؓ، پانچویں شقرانؓ جن کا نام صالح تھا
چھٹے رباحؓ نوبیؓ، ساتویں یسارؓ نوبیؓ، جبکہ عمر بنین کی جماعت نے قتل کر دیا تھا جس کا
قصہ کتب احادیث میں موجود ہے، آٹھویں برعمؓ، نویں کرہؓ نوبیؓ جو آپ کے سفر و حضر
میں سامان اور بوجھ اٹھایا کرتے تھے اور جو جنگ خیرہؓ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سواری تھا سے ہوئے تھے۔ صحیح بخاری جلد ۲۷۵ میں یہ بھی تصریح ہے

حضرت زید بن حارثہ نے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے، سیدہ
اُمّ ایمنؓ سے نکاح کر لیا، انھوں نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے جو محبوب بنی کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں
انہی سیدہ اُمّ ایمنؓ کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ یہ بکثرت روزے رکھا کرتی تھیں
ایک موقع پر افطار کیلئے انھیں پانی میسر نہ آیا، بے تاب ہو گئیں، اچانک آسمان سے پانی کا بھرا ڈول
نازل ہوا سیدہ اُمّ ایمنؓ نے پانی سے افطار کیا، پھر بعد میں یہ فرمایا کرتی تھیں کہ آسمان کے اس پانی پر پیے
کے بعد زندگی بھر کبھی پیاس نہیں لگی۔ الاصابہ ص ۲۱۲

یہی وہ خاتون ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اکثر روایات میں ایک دن
سیدنا ابو بکر صدیقؓ و سیدنا عمر فاروقؓ نے ان سے فرمایا تم اس قدر کیوں رویا کرتی ہو؟ سیدہ نے فرمایا
مجھے خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن وفات پانا تھا لیکن میرا روزانہ وفات پاک
پر نہیں ہے بلکہ میں اس لئے رویا کرتی ہوں کہ آپ کی وفات شریفہ کے بعد آسمان سے وحی الہی کا سلسلہ
بند ہو گیا۔ یہ سننا ہی تھا کہ دونوں حضرات بھی رو پڑے۔ الاصابہ ص ۲۱۲

روپڑی تھیں پھر دوسرے لمحے آپ نے انھیں یہ خوشخبری دی تھی کہ تم پہلی خاتون ہو گئی جو
میرے بعد وفات پا کر مجھ سے ملاقات کر دگی، اس پر سیدہ فاطمہؓ نے مسکرایا تھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات طیبہ کے بعد کسی خاتون نے سیدہ فاطمہؓ
سے اس رونے اور مسکرانے کا سبب دریافت کیا تو سیدہ نے مذکورہ حقیقت بیان کی،
رضی اللہ عنہا

خدا اور غلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزاروں میں سرفہرست حضرت انس
بن مالکؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن کا لقب صاحب السواک والخلین ہے،
(آپ کے وضو و طہارت کا انتظام کرنے والے اور آپ کے جوتوں کی حفاظت کرنے والے)
اور سیدنا بلال بن رباحؓ (مؤذن مسجد نبوی) ازواج مطہرات کی گھریلو ضروریات کا
انتظام کرنے والے ہیں، حضرت عقبہ بن عامرؓ الجہنیؓ سفر میں آپ کی سواری کی قیادت
کرتے تھے، حضرت اسلم بن شریکؓ یہ بھی آپ کی سواری کا انتظام کیا کرتے تھے،
حضرت سعد مولیٰ ابی بکر صدیقؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت اکین بن عبیدؓ (انہی کی
والدہ سیدہ اُمّ ایمنؓ یہ مبارک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات میں پانی و صفا
کا انتظام کیا کرتی تھیں) رضی اللہ عنہم

سیدہ اُمّ ایمنؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں نگہداشت و خدمت کرنے والی خاتون ہیں، اپنے
ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ کسی جنتی خاتون سے نکاح کرے تو
اس کو اُمّ ایمنؓ سے نکاح کر لینا چاہیے۔

کہ انہی صحابہ نے جنگ خیبر کے مال غنیمت میں معمولی سی چیز کا سرفہ کیا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتش جہنم کی وعید سنائی تھی، بعض دیگر محدثین نے اس خیانت کا مرتکب بدغم کو قرار دیا ہے، بہر حال یہ دونوں غلام جنگ خیبر میں مارے گئے۔

دسویں انجشہ الحادی، گیارہویں سفینہ جن کا نام مہران بن فروخ تھا، بارہویں انسہ ابو مشرح، تیرہویں افح، چودہویں عبید، پندرہویں ٹلمان، سولہویں حنین، سترہویں مندر، اٹھارہویں فضالہ یمانی، انیسویں ابور انجشی، بیسویں واقد، اکیسویں ابو واقد، بائیسویں قتام، تیسویں ابو عیب، چوبیسویں ابو مریہبہ۔
خدمت گزار خواتین میں سلمیٰ ام رافع، میمونہ بنت سعد، خضرہ، رضوی، رزینہ، ام ضمیرہ، میمونہ بنت ابی عیب، ماریہ، رہکانہ شامل ہیں جو ازواج نبی کی خدمت گزاری کیا کرتی تھیں۔

کاتبانِ وحی

وحی الہی (قرآن حکیم) کے لکھنے والوں میں اکابر صحابہ شامل ہیں اور یہ طبقہ ملت اسلامی میں عظیم المرتبت حیثیت رکھتا ہے، جبریل امین جب بھی آیات قرآنی لے کر نازل ہوتے وہ اپنی پرہیزگار بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے والے صحابہ کو طلب فرماتے اور نازل شدہ کلام لکھوا دیتے۔

ان حضرات میں سر فہرست سیدنا ابوبکر صدیقؓ، عمر الفاروقؓ، عثمان الغنیؓ، علی المرتضیٰؓ، زبیر بن العوامؓ، عامر بن فیہرہؓ، ابی بن کعبؓ، عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن الارقمؓ، ثابت بن قیسؓ، شماسؓ، حنظلہ بن الربیعہؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، عبداللہ بن رواحہؓ،

خالد بن الولیدؓ، خالد بن سعید بن العاصؓ،
(بعض مورخین لکھتے ہیں کہ یہ صاحب پہلے کاتب ہیں جنہوں نے وحی الہی لکھی) معاویہ بن ابی سفیانؓ، زبیر بن ثابتؓ (جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حاضر باش تھو صحن کاتب وحی تھے) ہارثی اللہ عنہم ورضوا عنہ

سفر اکرام

صلح حدیبیہ ۶ سے واپسی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجم کے سربراہ و بادشاہوں کے نام خطوط لکھے جن میں انھیں اسلام کی دعوت دی گئی، جب آپ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ مہر کے بغیر کوئی پیغام قبول نہیں کرتے تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی تیار کروائی جس کے نگینہ میں تین سطروں میں اوپر اللہ، بیچ میں رسول، اور نیچے محمد کندہ تھا۔
خط لکھ کر اس پر مہر شریف کو ثبت فرما دیا کرتے۔

۶ سے میں چھ حضرات کو مختلف ممالک کے بادشاہوں کے ہاں اپنا سفیر بنا کر پیغام رسالت روانہ فرمایا، پہلے سفیر حضرت عمرو بن أمیہ الضمیری ہیں جنہیں حبشہ کے بادشاہ اصحٰم بن ابجر کے ہاں روانہ فرمایا، اصحٰم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی تعظیم کی اور اسلام قبول کیا، اصحٰم کتاب انجیل کے بڑے عالم تھے، کتاب انجیل میں نبی آخر الزماں کی علامتیں لکھی ہوتی تھیں جنہیں تحقیق کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی، جس دن حبشہ میں ان کا انتقال ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الہی سے اس کی اطلاع ہوئی آپ نے مدینہ منورہ میں ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی (صحابہ کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے وقت ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اصحٰم کا جنازہ

ہمارے سامنے ہے۔ رضی اللہ عنہ

دوسرے سفیر حضرت وحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ ہیں جنہیں خط دیکر روم کے بادشاہ قیصر کے ہاں روانہ فرمایا، قیصر روم کا نام ہرقل تھا خط پڑھ کر اس نے اسلام قبول کر لینے کا ارادہ کیا لیکن بادشاہیت اور قوم کی بغاوت کے اندیشہ سے سکوت و خاموشی اختیار کی بعض مورخین کی تحقیق ہے کہ اسے اسلام قبول کیا تھا۔

تیسرے سفیر حضرت عبداللہ بن حذافۃ السہمیؓ کو ایران کے بادشاہ کسریٰ جسکا نام ابروین ہرہرز بن انوشیروان تھا، روانہ فرمایا اس خبیث بے نصیبے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو چاک چاک کر دیا اور سفیر رسول کی توہین کی، جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے

اللَّهُمَّ هَذَا مُلْكُكُمْ

اے اللہ اس کے ملک قوم کو چاک چاک کر دے

چوتھے سفیر حاطب بن ابی بلتعذہ کو اسکندریہ (مصر) کے بادشاہ مقوقس جن کا نام جرتج بن مینا تھا روانہ فرمایا، اس نیک دل بادشاہ نے سفیر کا اکرام کیا لیکن اسلام قبول نہیں کیا اور واپسی پر سفیر کے ساتھ چند تحفے دیے کہ یہ ہدایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتیں ان ہدایا میں سیدہ ماریہ قبطیہؓ (جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؑ پیدا ہوئے ہیں) اور ان کی دو بہنیں سیدہ سیرین، سیدہ قیسری اور ایک جوان سال کنیز اور ہزار مثقال سونا مسادی (چار سیر پچپن تولہ سونا) اور بیس عدد مصری چادریں اور ایک قیمتی خچر جسکو عقیقہ کہا جاتا ہے اور ایک عدد اصل گھوڑا اور کالج کا ایک قیمتی پیالہ اور اصل شہد شامل تھا روانہ کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تحفے پسند آئے اور آپ نے اس میں برکت کی دعا دی اور ارشاد فرمایا۔

صَمْنَنَ الْخَبِيثُ بِمَلِكِهِ وَكَافَتَا لِمَلِكِهِ رُبَّ لَصِيْبَةٍ سُلْطَنَتِ
کو ترجیح دی حالانکہ اس کے ملک کو بتا رہی تھی،

پانچویں سفیر حضرت شجاع بن وہب الاسدیؓ کو شہر بلقار کے سردار حارث بن ابی شمر الغسانی کے ہاں روانہ فرمایا اور اسلام کی دعوت دی۔

چھٹے سفیر حضرت سلیمان بن عمروؓ کو ہوزہ بن علی یا ہوزہ بن علی اور ثمامہ بن اثال الخنسی سرداران قبیلہ کجانب روانہ فرمایا ہوزہ بن علی نے سفیر کا اکرام کیا لیکن اسلام قبول نہیں کیا البتہ ثمامہ بن اثال بعد میں مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ ان چھ سفراء کے علاوہ ماہ ذوالقعدہ ۳۳ھ میں حضرت عمرو بن العاصؓ کو امیر بجلندی کے دونوں بیٹوں جیفرا اور عبد کی جانب روانہ کیا، دونوں بیٹوں نے تصدیق کی اور مسلمان ہو گئے۔

آٹھویں سفیر حضرت العلاء بن الحضرمیؓ کو بحرین کے بادشاہ المنذر بن ساوی کے ہاں روانہ فرمایا اور یہ بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

نویں سفیر المہاجر بن ابی امیہ المخزومیؓ کو یمن کے بادشاہ احارث بن عبد کلال الحمیری کے ہاں روانہ فرمایا، اس بادشاہ نے آپ کا پیغام پڑھ کر غور کر نیکار دے دیا۔ دسویں سفیر حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو غزوہ تبوک (۳ھ) سے واپسی کے بعد یمن روانہ فرمایا، یمن کی اکثریت نے ان دونوں کی دعوت و تبلیغ پر اسلام قبول کیا۔

بارہویں سفیر حضرت جریر بن عبداللہ الجلیؓ کو ذوالکلاع اور ذومحرم و کجانب روانہ فرمایا ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا، جن دنوں حضرت جریر بن عبداللہؓ ان قبائل میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرہویں سفیر حضرت عمرو بن أمیۃ المخزومیؓ کو ایک خصوصی مکتوب دیکر مسیلہ (الکذاب) کی جانب روانہ فرمایا، پھر اسی کی جانب دوسرا مکتوب حضرت السائب بن العوامؓ کے ذریعہ روانہ فرمایا لیکن مسیلہ ایران نہیں لایا اس حقیقت نے خلافت صدیقی میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور اراکھی گیا۔ فی النار والشفق

چودھویں سفیر حضرت السائب بن الزبیرؓ کو فروہ بن عمروؓ کی جانب روانہ فرمایا اور اسلام لانے کی دعوت دی، فروہ بن عمرو قیصر روم (روم کے بادشاہ) کا گورنر تھا اس نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے اسلام لانے کی اطلاع خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور متوذن سعد کے ذریعہ آپ کی خدمت میں ہدایا روانہ کئے ایک عدد شہباز نامی خچر جسکو فضتہ کہا جاتا تھا، ایک عدد گھوڑا جس کو الظرف کہا جاتا تھا، ایک عدد حمار جس کا نام یغفور تھا، چند قیمتی کپڑے اور ایک عدد باریک ریشم کی قبا جو سونے کے تاروں سے مزین تھی، بنی حکیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو قبولیت سے نوازا اور ہدایا لانے والے مسعود بن سعد کو ساڑھے بارہ اوقیہ سونا عنایت فرمایا۔

پندرہویں سفیر حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ المخزومیؓ کو مختلف قبائل کے امراء، الحارث، مسروح، نعیم اور بنی عبدکلال کے ہاں شہر حمیرؓ روانہ فرمایا، ان سب کو اپنی رسالت اور اسلام کی دعوت دی، ان میں اکثر امراء و بادشاہوں نے اسلام قبول کیا جس سے ان کی اپنی قوم بھی داخل اسلام ہو گئی اور اسلام دور نبوت ہی میں دُور دراز علاقوں تک پھیل گیا۔

قللہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ

مؤذن رسول

عہد نبوت میں حرمین شریفین (مکتہ المکرمہ مدینہ المنورہ) میں چار مؤذن تھے حضرت بلال بن ابی رباح جو سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے غلام تھے، یہ اسلام کے پہلے مؤذن ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مسجد نبویؐ میں اذان دی ہے۔

دوسرے حضرت عمرو بن ابی مکتوم القرشی العامریؓ (ملینا صحابی) تیسرے حضرت ابو محذورہؓ اوس بن معیر الجمحی (مکتہ المکرمہ، المتوفی ۵۹ھ) چوتھے حضرت سعد القرظ بن عائدؓ (حضرت عمار بن یاسرؓ کے غلام) مسجد قبا (مدینہ منورہ) کے مؤذن تھے۔ رضی اللہ عنہم ورضوانہ

امراء اور گورنر

باذان بن سامان بن بلاس الفارسی جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران کے بادشاہ کسریٰ کی وفات کے بعد یمن پر حاکم مقرر فرمایا، ملک یمن پر اسلام کے یہ پہلے امیر ہیں اور عجمی بادشاہوں میں پہلے بادشاہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا پھر ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے شہر بن باذان کو یمن (ضنعار) پر حاکم مقرر فرمایا یہ کسی حادثہ میں مقتول ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن سیدہ کو امیر مقرر فرمایا ان کے علاوہ المہاجر بن ابی أمیۃ المخزومیؓ کو کیندہ اور الصدف دین کے علاقے پر امیر نامزد فرمایا لیکن انہیں روانہ کرنے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا،

آپ کی وفات شریفہ کے بعد جب عرب میں ارتداد کا فتنہ اُبل پڑا تو سیدنا ابوبکر صدیق نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے انھیں روانہ فرمایا تھا۔

علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیاد بن امیہ الانصاری کو شہر حضرموت (یمن) پر حاکم مقرر فرمایا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو زبید، عون، زمع اور الساحل شہروں پر امیر مقرر کیا اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو "الحجند" (یمن کا شہر) اور حضرت ابوسفیانؓ صحزن حرب کو شہر نجران کا اور حضرت عتاب بن اسیدؓ کو مکتہ المکرمہ کا امیر مقرر فرمایا اس وقت حضرت عتاب کی عمر بیس سال تھی۔

حضرت علی بن ابی طالب کو الانحاس (یمن) پر قاضی مقرر فرمایا اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو شہر عمان کا امیر مقرر فرمایا، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو ۹ھ میں امیر الحج بنا کر صحابہ کی ایک بڑی تعداد کو مکتہ المکرمہ روانہ فرمایا، اسی سال سیدنا علیؓ کو خانہ کعبہ میں سورہ برأت کی علی الاعلان تلاوت کی گئی۔ روانہ فرمایا، ان کے علاوہ کثیر صحابہ کو صدقات و زکوٰۃ کی دھولی کا دمہ دار بنا کر قبائل میں روانہ فرمایا۔ رضی اللہ عنہم

محافظین رسول

نبوت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں میں عمرو بن عبسہ اسلمی ہیں جو آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

غزوہ بدر ۲ھ میں جب کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ

لے اور ابوسفیان کے بیٹے زید بن ابی سفیان کو شہر تیمار کا والی مقرر فرمایا۔

۳ھ اس سورت میں مشرکین کے لئے چند اعلانات تھے جن سے صلح صفائی کی گئی تھی۔

میں آرام فرما رہے تھے حضرت سعد بن معاذؓ نے پہرہ دیا تھا۔ اور غزوہ احد ۳ھ میں حضرت محمد بن مسلمہؓ نے آپ کی نگرانی کی خدمت انجام دی ہے۔

غزوہ خندق شوال ۵ھ میں حضرت زبیر بن العوامؓ نے آپ کی نگرانی کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ الانصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور امیر الشرطہ (پولیس آفیسر) تھے۔

صلح حدیبیہ ۶ھ کے دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ہر وقت آپ کے سر ہانے پر ہنہ شمشیر لئے کھڑے رہتے۔

سیدنا بلال الحبشیؓ مسجد نبوی میں اذان و اقامت کی خدمت کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو ضروریات کے منتظم تھے، ازواج بنی کے خورد و نوش اور مہمانوں کی ضیافت کا انتظام کیا کرتے تھے۔

حضرت معیقب بن ابی فاطمہؓ اوسنی خاتم نبوی (انگوٹھی رسول) کے محافظ تھے۔ اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت رباح الاسودؓ اور حضرت انسؓ بھی اس خدمت پر مامور تھے، ان حضرات کے علاوہ آپ کے محافظین میں حضرت عباد بن بشرؓ بھی شامل ہیں۔

جب قرآن حکیم کی آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ آیت ۱۷) نازل ہوئی تو آپ کی حفاظت و نگرانی کا کام اٹھادیا گیا۔

عہد نبوت میں سیدنا علیؓ اور سیدنا زبیر بن العوامؓ اور سیدنا مقداد بن عمروؓ اور حضرت محمد بن مسلمہؓ اور حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الالنجؓ اور حضرت خنکاب بن سفیان الکلابیؓ مجرموں کی گردن زدنی کیلئے نامزد تھے۔ رضی اللہ عنہم

دربارِ نبوی کے شاعر

تین صحابی رسول حضرت وہب بن مالک الشلمی، حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت حسان بن ثابتؓ دو نبوت میں اسلامی شعراء شمار کئے جاتے تھے، یہ حضرات لسانی جہاد کے مجاہد تھے، اسلام اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تذلیل کرنے والے مشرک شاعروں کا شاعری میں جواب دیا کرتے تھے۔ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں جواب دینے کی ہدایت فرمائی ہے اور ان کے لئے دعا بخیر بھی کی ہے۔

خطبہ نبوی

عہد نبوت میں عام طور پر حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کو خطیب رسول اللہؐ کہا جاتا تھا، ان کے علاوہ اور بھی واعظ و خطیب تھے جو مختلف قبائل میں وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم

فارسی نبوی

حضرت ابو قتادہ الانصاریؓ نبی کے شہسوار کے لقب سے ممتاز تھے، کسی بھی ضروری و موقفی مہم میں انہیں روانہ کر دیا جاتا تھا، اور یہ بہت عمدگی سے مہم سر کر لیتے تھے۔

نبوی ہتھیار اور سامانِ حرب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمشیروں کی تعداد نو عدد بیان کی گئی ہے جن کے عربی نام یہ ہیں۔

مأثور (یہ آپ کی پہلی تلوار ہے جو اپنے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ورثہ میں آپ کو ملی ہے) القضب، ذو الفقار (یہ تلوار ہمیشہ آپ کے پاس رہا کرتی تھی) یہی تلوار فتح مکہ میں آپ کے ساتھ تھی، اس کا قبضہ، دستہ، حلقہ وغیرہ سب چاندی کا تھا، القلعی، البشار، الحنف، الرسوب، الخیزم، القضب (نہایہ ابن اثیر)

اسی طرح آپ کے ہاں سات عدد درع (جنگی لباس) تھے جنکے عربی نام یہ ہیں۔ ذات القضول (وفات طیبہ کے قریبی زمانے میں یہی درع ابوالشحم یہودی کے ہاں اپنے اہل خانہ کی معاشی ضرورتوں کے تحت ایک سال کیلئے رہن تھی) ذات الریشاح، ذات الحواشی، السعدیہ (اس درع کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ یہ درع سینہ ناؤ و علیہ السلام نے اُس وقت زین کیا تھا جبکہ انہوں نے ایک معرکہ جہاد میں جالوت نامی ظالم حکمران کو قتل کیا ہے تفصیل کیلئے ہدایت کے چراغ جلد نمبر ص ۱۱۱ دیکھئے) فضہ، البشار، الخرق، یہ جملہ سات عدد جنگی لباس کے نام ہیں جو آپ معرکہ جہاد میں استعمال کیا کرتے تھے۔

اسی طرح آپ کی چھ عدد قبی (تیر کمانیں) تھیں جنکے عربی نام یہ ہیں۔ الزوار، الروحار، الصفراء، البیضاء، الشداد، الکتوم (جو غزوہ اُحد میں ٹوٹ گئی تھی اسکو قتادہ بن النعمان الطغری نے اٹھا لیا تھا) آپ کا ایک جعبہ (تیر کش) بھی تھا جسکو الکافور کہا جاتا تھا۔

اسی طرح ایک منطقہ (چمڑے کا کمر پٹکا) بھی تھا جس میں چاندی کے تین حلقے تھے۔
آپ کے جنگی ڈھال کی تعداد تین عدد بیان کی جاتی ہیں۔
پہلی کا نام الزلوق تھا دوسری کا نام الفتنی اور تیسری ڈھال جو آپ کو ہدیہ میں
ملی تھی اس پر عقاب پرندے کا چھوٹا مجسمہ تھا جو نبی آپ نے اس پر اپنا دست مبارک
رکھا وہ مجسمہ غائب ہو گیا۔ (لا الہ الا اللہ)
آپ کے ہاں پانچ نیزے تھے ان میں ایک کا نام المثنوی اور دوسرے کا نام
المثنیٰ تھا۔

ایک حربہ (چھوٹی تلوار) جس کو النبعہ کہا جاتا تھا اور ایک دوسرا بڑا حربہ تھا
جسکو البیضار کہا جاتا تھا، ایک اور چھوٹا حربہ خمدار جسکو العنزہ کہا جاتا تھا، آپ کبھی
اس کو اپنے دست مبارک میں لئے چلا کرتے تھے اور اسی حربہ کو عیدوں کے موقع پر
آپ کے ساتھ رکھا جاتا تھا اور نماز کے وقت اس کو بطور سترہ آگے رکھ دیا جاتا، نیز
ایک اور بھی عنزہ (برجہ) تھا۔
آپ کی ایک جنگی ٹوپی لوہے کی تھی جس کو الموشع کہا جاتا تھا، ایک اور جنگی
ٹوپی تھی جسکو المنبوغ یا ذوالسبوغ کہا جاتا تھا۔
آپ کے تین عدد جبے بھی تھے جو جنگ کے وقت زیب تن کئے جاتے تھے
ان میں ایک جبہ سبز ریشم کا تھا۔

ایک سیاہ رنگ پرچم بھی تھا جس کو العقاب کہا جاتا تھا اور دیگر الویہ (پرچم)
سفید بھی تھے اور بھی اس میں زرد رنگ بھی ہوا کرتا تھا،

ایک لوہا بڑا میلا پرچم تھا اور اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا
آپ کا ایک خیمہ تھا جسکو الکن کہا جاتا تھا اور ایک خمدار چھوٹی لکڑی جو ایک
ہاتھ یا اس سے کچھ زائد لمبی تھی جو چلتے وقت یا سوار ہوتے وقت دست مبارک میں

رہا کرتی تھی۔

ایک عدد محضرہ (کمر کو سہارا دینے والی لکڑی) جسکو العرجون کہا جاتا تھا۔
ایک قضیب (چھڑی) تھی جسکو الممشوق کہا جاتا تھا، قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ
یہ آپ کی شمشیر کا نام ہے، پھر یہ شمشیر یا چھڑی خلفاء اسلام کے ہاں وراثتہ رہی ہے۔
ایک لکڑی کا دستہ تھا جس کا ذکر حدیث الکونین میں بھی آیا ہے کہ آپ اس
دستے سے حوض کوثر پر ان بدعتیوں (اہل بدعت) کو دھکا دیتے رہیں گے جو آپ کو ٹرپینے
کے لئے آئیں گے۔

آپ کا ایک پیالہ ریان نامی اور دوسرا مغنیہ نامی اور تیسرا اور ایک پیالہ جو چاندی
کے تین تار سے مرتن تھا اور ایک حلقہ تھا جس میں پیالہ لٹکا یا جاتا تھا۔
ایک کا پتخ کا پیالہ بھی تھا اور ایک لکڑی کا پیالہ جو آپ کے تخت کے نیچے
رہا کرتا، رات میں ضرورت کے وقت اس میں استنجار کیا کرتے تھے۔
اور ایک پتھر کا برتن تھا جسکو المخفضہ کہا جاتا تھا، اس سے آپ دھوکیا کرتے
تھے ایسے ہی ایک اور برتن تھا جس میں ہندی رکھی جاتی تھی۔
ایک مشکیزہ تھا جسکو الصادریہ کہا جاتا تھا اور ایک قعب (چھوٹا پیالہ) جسکو استوع
کہا جاتا تھا اور ایک پتیل کا برتن تھا جس سے غسل کیا کرتے تھے اور ایک تیل کا
برتن تھا۔

ایک اسکندرانی عطر دان تھا جس کو شاہ مقوقس (مصری بادشاہ) نے سیدہ مارہ
قبطیہ کے ہمراہ تحفہ میں پیش کیا تھا اس میں ایک قیمتی آئینہ بھی تھا کبھی کبھی آپ اس میں نظر
ڈالا کرتے تھے۔

اور ایک ہاتھی دانت کی گنگھی بھی تھی اور سرمہ دانی بھی جس سے آپ سوتے وقت
ہر آنکھ میں تین تین سلائی انہد کا سرمہ لگایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ

و اسی آنکھ میں تین مرتبہ اور بائیں آنکھ میں دو مرتبہ سرمہ لگایا کرتے تھے۔
 آپ کے ہاں چھوٹا عطاری ڈبہ بھی تھا جس میں قینچی اور مسواک رکھی جاتی تھی۔
 ایک بہت بڑا پیالہ تھا جسکو بغزار کہا جاتا تھا اس کے چار حلقے تھے جس کو
 چار آدمی اٹھایا کرتے تھے۔

اور ایک پیالہ بھی تھا جس سے صدقہ الفطر کی مقدار ادا کی جاتی تھی، اور دو
 پیالے نما اور قطیفہ نامی تھے۔

ایک چار پائی تخت (بھی تھا جس کے پیر ہاتھی دانت کے تھے، ایک قبیلہ کے
 سردار اسعد بن زرارہ نے ہدیہ میں پیش کیا تھا۔

اور ایک چمڑے کا بستر تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ام المؤمنین
 سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے آپ کے بستر کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا بستر مبارک کس قسم کا تھا؟ فرمایا کہ جانور کے بالوں کی موٹی چادر تھی جسکو
 دوسرا کر کے بچھا دیا جاتا تھا اسی پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے۔

لباس پاک

آپ کا ایک عمامہ (شملہ) جس کو البشخاب کہا جاتا تھا اس کے نیچے ٹوپی
 زیب تن فرمایا کرتے تھے جو سر مبارک سے چمکی ہوئی رہا کرتی تھی۔

آپ کی عادت شریفہ بغیر عمامہ صرف ٹوپی پہننے کی بھی تھی، ایسے ہی بغیر ٹوپی
 صرف عمامہ باندھنے کی بھی تھی، آپ سفید ٹوپی استعمال کیا کرتے تھے۔

جب آپ عمامہ زیب تن فرمایا کرتے تو اس کا کچھ حصہ دونوں شانوں کے
 درمیان لٹکایا کرتے، اور عمامے کو سر پر لپیٹ لیا کرتے تھے اور پیچھے کی طرف آخری
 حصہ کو ٹوپ دیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن آپ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا،
 اسی حالت میں آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

مورخ واقدی نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کہنی تھی
 جس کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ ایک بالشت تھی۔

آپ کا ازار (تہبند) عثماتی تھا (شہر عمان) جس کی لمبائی چار ہاتھ ایک بالشت
 اور چوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھی، آپ اس کو جمعہ اور عیدین کے موقع پر زیب تن
 کیا کرتے پھر اسکو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ
 اور عیدین کے موقع پر سُرخ دھاری والی چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی دو چادریں سبز رنگ کی تھیں اور ایک سیاہ رنگ کی چادر اور ایک
 سُرخ دھاری والی گاڑھی چادر اور ایک جانوروں کے بالوں کی چادر تھی۔

اور آپ کا ایک قمیص سوتی کپڑے کا کم لمبا اور پہنچے سے کچھ کم آستین والا تھا۔

لباس میں آپ کو قمیص اور بالی سرخ دھاری دار چادر پہنہ تھی، آپ کپڑوں میں سفید رنگ کو زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک وقت تنگ آستین والا شامی جُتہ زیب تن کیا تھا اور ایک وقت قبازیب تن کیا، اور آپ اپنے تہبند کو کچھ آگے جھکایا کرتے تھے اور پیچھے سے کچھ اوپر اٹھایا کرتے تھے۔

اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک پیوند شدہ چادر (کسائر لمبدا) اور ایک دبیز کپڑے والا ازار (تہبند) صحابہ کو دکھلایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے وقت ان دو کپڑوں میں ملبوس تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوالبابا، ابن فارس) ابن فارس کہتے ہیں کہ یہ بات عام تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات طیبہ کے وقت حسب ذیل کپڑے چھوڑے ہیں۔

دو چادریں، ایک عثمانی تہبند، دو بالے سرخ دھاری والے کپڑے، ایک سحولی قمیص، ایک صخاری قمیص (یہ دونوں مینی شہر کے نام ہیں)، ایک عدد مینی جُتہ، ایک کم لمبی قمیص، ایک سفید چادر تین چار عدد دوسری چھوٹی ٹوٹیاں اور ایک عدد ازار جُک، لمبائی پانچ بالشت تھی اور ایک زرد رنگ کی لحاف۔ (لمحفہ)

خاتم نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی پھر اس کو اتار دیا اور صحابہ کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا، اس کے بعد چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس کے نگینہ میں ”محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا، اسی انگوٹھی سے آپ کی وفات شریفہ کے بعد سیدنا ابو بکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، سیدنا عثمان غنیؓ، اپنی عہد خلافت

میں مہر لگایا کرتے تھے۔ پھر یہ انگوٹھی سیدنا عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں مسجد قبا کے قریب اُرس نای کنویں میں گر گئی، کافی تلاش کے باوجود مل نہ سکی۔ (بخاری، مسلم)

حضرت معقوب اس کے محافظ تھے انہی کے ہاتھ سے کنویں میں گر گئی، ایک اور خمار لوہے کی انگوٹھی بھی تھی جس کے نگینے پر محمد رسول اللہ کا نقش تھا، بعض محدثین کہتے ہیں کہ یہ انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا، حضرت معاذ بن جبلؓ نے مین سے آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، عموماً آپ اپنی دائیں چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننا کرتے تھے اور کبھی بائیں انگلی میں، انگوٹھی کا نگینہ پتلی کی جانب ہوا کرتا تھا (مسلم، ترمذی) اور جب بیت النخل تشریف لیجاتے تو انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے (نسائی، ابوداؤد، ترمذی، شمائل) آپ نے سیدنا علیؓ کو درمیانی اور شہادت کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں آیا اس کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی تھی، آپ نے ارشاد فرمایا میں تجھے پراہل جہنم کا زیور دیکھ رہا ہوں؟ پھر جب وہ شخص دوبارہ آپ کی خدمت میں آیا تو اس کی انگلی میں پتلی کی انگوٹھی تھی، آپ نے ارشاد فرمایا، تجھ سے بتوں کی بدلو آ رہی ہے پھر جب تیسری مرتبہ آیا تو اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، آپ نے فرمایا یہ تو اہل جنت کا زیور ہے اس کو اتار دو۔

اُس شخص نے کہا پھر میں کس دھات کی انگوٹھی بنا لوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا چاندی کی لیکن وہ ایک منتقال سے زیادہ وزنی نہ ہو۔ (ایک منتقال مساوی ساڑھے چار ماشہ) مسند احمد

معلین شریفین

حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشیؓ نے آپ کی خدمت میں دو عدد سیاہ رنگ کے

سادے خفین (موزے) ہر یہ پیش کئے تھے (چمڑے کے وہ جوتے جن پر وضو یا غسل میں بجائے پیر دھونے کے مسح کیا جاتا ہے) آپ نے انھیں زیب پافرایا اور وضو کے وقت ان پر مسح کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اس کے علاوہ اور چند عدد موزے بھی تھے جو آپ کو فتح خیبر میں ملے ہیں۔
آپ کے ہاں بغیر بالوں والا چمڑے کا جوتا تھا جس میں دو ہیرا تسمہ تھا۔ ۱۰
(ترمذی، احمد)

آپ کی سواریاں

گھوڑوں میں الشکب نامی گھوڑا تھا جس کو انھیں کہا جاتا، آپ نے اسکو ایک دیہاتی سے دس اوقیہ چاندی (مساوی چار سو درہم) میں خریدا تھا، یہ آپ کی پہلی

۱۰ اہم طہرائی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ جنگ میں موزہ پہنا اور دوسرا پہننے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ ایک کوتے نے چھپٹ کر موزہ اٹھا لیا اور ادھر جا کر بھینکا۔ آپ نے ایک چھوٹا سانپ گھسا ہوا تھا جو اس گرنے کی بوٹ سے باہر نکلا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر ایک عام قانون بیان فرمایا کہ ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ جب موزے (پاہوتے) پہننے کا ارادہ کرے پہلے اسکو جھاڑ لیا جائے۔ (خصائل نبوی شرح شمائل نبوی)

زمانہ قدیم کے ملک عرب میں ایسا جوتا نہیں ہوا کرتا تھا جیسا کہ موجودہ زمانے میں پایا جاتا ہے چمڑے کی ایک چوٹی پر دو تسمہ ہوتے تھے یعنی ہر ہر تسمہ میں دو دو تسمہ ہوا کرتے تھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب زاد السعید سے اس نغین مبارک کا نقشہ آخری صفحہ پر نقل کیا گیا ہے۔ تفصیل مذکورہ کتاب میں دیکھی جائے۔

سواری تھی جس کے آپ مالک ہوتے ہیں اس کے علاوہ چھ گھوڑے اور تھے جن کے عربی

نام یہ ہیں
المترجیز، جوطاق، تور اور تیزر و گھوڑا تھا، اللخیف، اللزیز، النظر، الشجر، الورد، بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کے علاوہ مزید پندرہ گھوڑے تھے۔

گھوڑوں کی زین کے دونوں جانب میں گھوڑ کی چھال بھری ہوا کرتی تھی۔
آپ کے ہاں سواری کے لئے خچر بھی تھے ایک خچر کا نام دل دل تھا جس کو شاہ مقوقس (مصری) نے تحفہ میں پیش کیا تھا، قوی تر مونث خچر تھا۔

دوسرا خچر فروۃ الجذامی (ایک قبیلہ کا سردار) نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے، ایک تیسرا خچر دومۃ الجندل کے سردار نے بھی پیش کیا ہے۔

یہ بات بھی نقل کی جاتی ہے کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ کی خدمت اقدس میں جو خچر پیش کیا تھا آپ اس پر اکثر سوار ہوا کرتے تھے۔

آپ کے ہاں سواری کے لئے دراز گوش (گدھے) بھی تھے ان میں ایک کا نام عقیق تھا یہ طاقتور جانور تھا اس کو شاہ مقوقس (مصری) نے ہدیہ میں پیش کیا تھا۔

ایک اور سواری کے لئے دراز گوش تھا جس کا نام یغفور تھا، فروۃ الجذامی (سردار قبیلہ) نے آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، عہد قدیم میں گدھے بار برداری کے اہم ذرائع شمار کئے جاتے تھے)

روایات میں ہے کہ جب یہودیوں کا مشہور زمانہ قلعہ خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں ایک سیاہ رنگ کا دراز گوش گدھا آپ کو ملا جس پر آپ نے سواری بھی کی ہے، اسی جانور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ گر پڑے تھے جس سے آپ زخمی بھی ہو گئے۔

حضرت سعد بن عبادہ نے بھی آپ کی خدمت اقدس میں ایک دراز گوش گدھا پیش کیا تھا جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے۔ ۱۰

(ماشیہ اگلے صفحہ پر)

جانوروں میں آپ کے تین اونٹ کے نام یہ ملتے ہیں۔

القصور، السی اونٹ پر اپنے سوار ہو کر مکتہ المکرہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی ہے۔
المنقبہ، الجحر، العنبر، التیز رفتار اونٹنی تھی دوڑ میں سب اونٹوں سے آگے
ہو جایا کرتی تھی، صحابہ کرام کو اس کی تیز رفتاری پر فخر تھا، ایک دفعہ ایک کمن اونٹ کے
مقابلہ میں پیچھے رہ گئی، صحابہ کو اس کی شکست پر صدمہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی اونٹنی ہار گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اللہ کی سنت یہاں ہے کہ جو
سراٹھا تا ہے اس کو گرا دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

ایک اور اونٹ تھا جس کو الشعب کہا جاتا تھا، صلح حدیبیہ کے موقع پر کافروں
نے اس کو ذبح کر دیا تھا، آپ کے ہاں بیسٹائیس (۲۵) دودھ دینے والی اونٹنیاں بھی
تھیں اور ایک اعلیٰ نسل کی اونٹنی بھی جو دوڑ میں گھوڑوں سے بھی آگے ہو جایا کرتی تھی
جس کا نام مہر قریش تھا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے قبیلہ بنو عقیل کے جانوروں میں سے انتخاب
کر کے آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔

جانوروں میں سو عدد بکریاں بھی تھیں آپ اس تعداد سے زائد رکھنا پسند نہیں
فرماتے تھے، جب ان میں ایک آدھ کا اضافہ ہو جاتا تو کسی ایک بکری کو ذبح کر دیتے
تاکہ سو کی تعداد برقرار رہے۔ ایک بکری کا نام غوث یا غیش تھا اور دوسری کا نام قنسر،
جانوروں میں ایک فیروزنگ کا مرغ بھی تھا اسات عد و عنبر (دودھ لانیوالی بکریاں)،
بھی تھیں ان میں ایک کا نام ایمن تھا، ان جانوروں کی نگہداشت حضرت ام مین کیا کرتی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) عہد قدیم میں سوار کی کیلئے عوامی جانور استعمال کئے جاتے تھے ان جانوروں کی نسل
بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہو کر رہی تھی اور یہ اُس دور میں زندگی کا قیمتی اثاثہ شمار کیا جاتا تھا، قدیم باشندوں
پر قرآن حکیم نے ان جانوروں کو اپنے خصوصیات انعامات میں شمار کیا ہے۔ (انعام آیت ۱۴۱)

تھیں، یہ حبشہ کثیر خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ (اتنا) تھیں جو آپ کے والد
حضرت عبد اللہ کے ترکہ سے آپ کے حصہ میں آئی تھیں پھر آپ نے ان کا نکاح اپنے منہ بولے
بیٹے حضرت زیدؓ سے کر دیا تھا انہی کے بطن سے حضرت اسامہ پیدا ہوئے ہیں جو محبوب نبی
کے لقب سے مشہور ہیں، یہ مبارک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات طیبہ تک
زندہ رہی ہیں آپ ان کو اپنی ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے اور جب انھیں دیکھتے تو فرمایا کرتے
اب بھی میرے خاندان کی یادگار رہ گئی ہیں۔ (اسلم)

(طبقات ابن سعد ۲/۴۵، تاریخ طبری ۲/۱۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو ساز و سامان اور جانوروں کی مذکورہ تفصیلات پر علامہ
شبلی نعمانیؒ اپنی مشہور زمانہ کتاب سیرۃ النبیؐ پر یہ تبصرہ کرتے ہیں۔

مؤرخین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو ساز و سامان اور جانوروں وغیرہ کی جو
تفصیلات لکھی ہیں اس سے ایک خالی الذہن انسان کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خانگی زندگی ایک وائی سلطنت یا رئیس قبیلہ جیسی تھی حالانکہ واقعہ اس سے بالکل مختلف
ہے، پھر لکھتے ہیں۔

مؤرخ طبری نے ان تمام اشیاء و جانوروں کے نام اور حالات تفصیل سے لکھے ہیں لیکن
جب تفتیش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر روایتیں ہیں وہ سب بلا استثناء مؤرخ و اقدی سے
ماخوذ ہیں اور اگر وہ قابل اعتبار ہوتے تو حقیقت میں نہایت دلچسپ تھے لیکن اس قسم کی تمام روایات
کا "سلسلہ سند" مؤرخ و اقدی سے آگے نہیں بڑھتا۔

(مطلب یہ کہ و اقدی کی حیثیت اہل علم کے ہاں ایک تاریخی طالب علم سے زائد نہیں، لہذا
یہ تفصیلات کچھ زیادہ معتبر نہیں ہیں)

راقم الحروف کا یہ احساس ہے کہ علامہ شبلی کا یہ تبصرہ ایک ذہنی و فکری اشتباہ سے زائد
(بقیہ اگلے صفحہ پر)

وفاتِ پاک

ماہ ربیع الاول ۱۱۳۲ھ مطابق ماہ مئی ۱۷۱۹ء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول ام المؤمنین سیدہ میمونہؓ کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے اپنے سر مبارک میں درد کی شکایت محسوس کی، پھر یہی درد ام المؤمنین

(حاشیہ گذشتہ سے پیوستہ)

نہیں، واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں جہاں فقر و فاقہ اور قلت مال و منال کے بیشمار واقعات ملتے ہیں وہاں مال و زر، حشم و خدم کے بھی واقعات ملتے ہیں۔ صرف ایک غزوہ جبین یا غزوہ خیبر کے مالِ غنیمت کی تفصیل کتب احادیث میں حیرت انگیز طریقہ پر مطالعہ کیجا سکتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفاتِ طیبہ کے وقت کچھ بھی نہ چھوڑا ہے جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور دیگر ازواجِ مطہرات بیان کرتی ہیں۔

ناثراتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینار و دینار ہوا ولا یغیر اولاً شاة (ابوداؤد)

مورخ و اقدی ہوں یا مورخ طبری ہوں یا طبقات ابن سعد انہیں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ساز و سامان کی تفصیل کو ذخیرہ کردہ سامان کی حیثیت نہیں دیتا جو بیت النبی کی زینت و زینت رہی ہوں بلکہ حسب ضرورت و تقاضہ آپ نے مذکورہ ساز و سامان اختیار فرمایا پھر وہ تقسیم ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ آخری وقت کا شانہ نبوت ایسے ہی تھا جس کی تفصیل ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور ام المؤمنین سیدہ جویریہؓ نے بیان کی ہیں کہ آپ نے اپنی وفاتِ شریفہ کے وقت خالی گھر چھوڑا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱ (حاشیہ صفحہ ۱۱۳) ماہ صفر ۱۱۳۲ھ کے آخری عشرہ کا واقعہ ہے۔

سیدہ زینب بنت جحش کے حجرے میں محسوس فرمایا آخر دردمسلل رہنے لگا اور شدت اختیار کرتا گیا، تقریباً پانچ یوم اسی حالت میں گزارے پھر اپنی ازواجِ طاہرات سے یہ خواہش ظاہر کی کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں قیام کی اجازت دیں یہ اس لئے بھی کہ حجرہ عائشہؓ مسجد نبویؐ سے متصل تھا، سب ازواج نے نہایت خوشدلی سے آپ کی خواہش کو پسند کیا، آپ نے حجرہ عائشہؓ میں اپنا مستقل قیام اختیار فرمایا، مرض میں اتنا بڑھاؤ ہوتا رہا آٹھ یوم حجرہ عائشہؓ میں مقیم رہے اس طرح علالت کے جملہ تیرہ دن گزر گئے، دوسرے اس قدر ضعف ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا جب تک قوت رہی آپ مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لاتے رہے سب سے آخری نماز جو آپ نے مسجد نبویؐ میں پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی اس نماز میں سورہٴ مرسلات (پارہ ۵۷) کی قرأت فرمائی۔ عشاء کا وقت آیا تو دریت فرمایا کیا نماز ہو چکی؟ صحابہ نے عرض کیا سب کو اسجناب کا انتظار ہے، آپ نے لگن میں پانی بھرا کر غسل کیا پھر اٹھنا چاہا تو غشی آگئی، جب سکون ہوا تو فرمایا کیا نماز ہو چکی؟ صحابہ نے وہی جواب دیا آپ نے پھر غسل فرمایا اور اٹھنا چاہا تو پھر غشی آگئی اس طرح تین مرتبہ ایسے ہی ہوا، آخری بار جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے نماز پڑھا دی، یہ سلسلہ تین دن تک رہا شب جمعہ کی نماز عشاء سے دو شنبہ یوم وفات کی فجر تک جملہ سترہ نمازیں سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے پڑھائی۔

(بخاری و مسلم کتاب الصلوٰۃ)

وفاتِ طیبہ سے پانچ یوم قبل جمعرات کے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کی حیاتِ پاک کا آخری خطبہ تھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی نعمتوں سے کو قبول کرے یا اللہ کے حضور (آخرت) میں جو کچھ ہے اس کو اختیار کرے، لیکن اس بندے

نے آخرت ہی کو قبول کر لیا۔

یہ سنتے ہی ابو بکر صدیقؓ اچانک رو پڑے، صحابہ نے ان کی طرف تعجب سے دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں اور یہ رونے کی کیا بات ہے؟ بعد میں صحابہ کو معلوم ہوا کہ وہ بندہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (وكان ابو بکر اعلمنا)

اسی خطبہ میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا دیکھو! تم سے پہلی قوموں نے اپنے رسولوں اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا خبردار تم ایسا نہ کرنا میں تمہیں منع کر کے جاتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

انہی کربت میقراری کے ایام میں یاد آیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ کے ہاں چند اشرفیاں رکھوائی تھیں دریافت فرمایا عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے بدگمان ہو کر ملنا نہیں چاہتا، جاؤ ان کو فی سبیل اللہ صدقہ کر دو، (چنانچہ ایسے ہی کر دیا گیا۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۰))

مرض میں کمی و زیادتی تو ہو ہی رہی تھی جس دن وفات ہوئی وہی تھی (دوشنبہ سیر) اس روز مزاج مبارک میں بڑا سکون اور اطمینان محسوس کیا جا رہا تھا حتیٰ کہ بعض صحابہ کو یقین ہو گیا کہ آپ صحت یاب ہو چکے ہیں۔

اس دن فجر کی نماز کے وقت اپنے حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ کو دیکھا جو نماز پڑھ رہے تھے فرط مسرت سے صحابہ بے قابو ہو گئے قریب تھا کہ نماز میں خلل پیدا ہو جائے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار پاک تھا جو خوش نصیب صحابہ کو میسر آیا۔ (فصلوات ربی و سلامہ علیہ)

جیسے جیسے دن چڑھتا گیا آپ پر بار بار غشی طاری ہونے لگی، اس حالت میں آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری ہوئے:

مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
أَنْ لَوْ كُنْتُ كَسَائِدِ بَنِي إِسْرَءِيلَ

اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى

رفیقِ اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں

وفات کا وقت قریب تر تھا آپ نے مسواک طلب کی اور تندرستوں کی طرح مسواک فرمائی، ابن اسحاقؒ نے کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ اچانک سینہ مبارک میں سانس کی گھڑ گھڑاہٹ شروع ہوئی اور لب مبارک ہلنے لگے اور کلمات ذیل سننے لگے۔
الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ

(یعنی ان دونوں کا لحاظ رکھو)

قریب ہی پانی کی لگن تھی اسیں بار بار دست مبارک ڈالتے اور حجرہ اقدس پر کھٹکتے جاتے اتنے میں دست مبارک اٹھا کر انگشت مبارک سے اشارہ کیا اور زمین مرتبہ فرمایا بَلِّ اللِّفَافِ الْفُكْخَى، بَلِّ اللِّفَافِ الْفُكْخَى بَلِّ اللِّفَافِ الْفُكْخَى
بس اب کوئی نہیں صرف رفیقِ اعلیٰ درکار ہے، بس اب کوئی نہیں صرف رفیقِ اعلیٰ درکار ہے، بس اب کوئی نہیں صرف رفیقِ اعلیٰ درکار ہے۔

یہ کلمات مقدسہ زبان مبارک پر جاری تھے کہ دست مبارک گر پڑا، چشم پاک کھل کر چھت کی طرف لگ گئی اور روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی، اس وقت عمر پاک تریسٹھ سال تھی۔

فَصَلُّوا تُ رَبِّي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ دَائِمًا اَبَدًا اَبَدًا،

دن دوشنبہ (پیر) ماہ ربیع الاول ۱۱ھ مطابق ماہ مئی ۶۳۲ء تاریخ کے بارے میں یکم ربیع الاول سے ۱۲ ربیع الاول تک کے اقوال ہیں۔ یکم ربیع الاول کے قول کو تاریخی اور روایتی ہر لحاظ سے قوی تر تاریخ قرار دیا گیا ہے (فتح الباری، روح الباری)

امام کبیریؒ، مورخ امام موسیٰ بن عقبہؒ، محدث امام لیث مصریؒ، محدث ابو نعیمؒ، لیکن عام اور مشہور روایت ۱۲ ریح الاول کی ہے۔ (تفصیل کیلئے سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۱۶ دیکھئے)

ابن اسحاقؒ نے "سیرت" میں لکھا ہے کہ وفات شریفہ دوپہر کو ہوئی لیکن حضرت انس بن مالکؓ سے امام بخاری و مسلم میں روایت موجود ہے کہ دو شنبہ کے دن سپہر کے وقت وفات ہوئی، حافظ ابن حجرؒ نے دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق دی کہ دوپہر ڈھل چکی تھی سہ پہر کا وقت شروع ہو چکا تھا۔ (سیرۃ النبی ۲ ص ۱۱۱)

آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیا گیا جو جسم مبارک پر تھے، سیدنا علیؓ نے غسل دیا دونوں ہاتھوں میں کپڑے کی پھیل ادستانے پہن رکھا تھا، حضرت عباسؓ کے دونوں بیٹے فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ جسم مبارک کی گردنیں بدلتے تھے، حضرت اُسامہؓ اور حضرت شمرانؓ (خادم خاص) پانی ڈال رہے تھے، حضرت اوس بن خولی انصاریؓ نگرانی کر رہے تھے۔

غسل کے بعد تین عدد سوتی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں قمیص یا عمامہ جیسا کوئی کپڑا نہ تھا۔ (بخاری و مسلم)۔

حجرۂ عائشہؓ میں حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے مدینہ طیبہ کے رواج کے مطابق لحد (بغلی قبر) تیار کی جو محکمہ زمین پاک نم تھی جس بستر مبارک پر آپ نے وفات پائی وہ بستر قبر شریف میں بچھا دیا گیا۔

پھر جسد پاک کو قبر شریف کے کنارے رکھ دیا گیا، حجرۂ اقدس میں ایک ایک جماعت داخل ہوتی اور دعا درود و تکبیرات پڑھ کر باہر نکلتی، صلوٰۃ جنازہ میں کوئی امام نہیں ہوتا تھا تنہا ہر شخص نماز ادا کرتا، سب سے پہلے سیدنا عباسؓ نے نماز جنازہ ادا کی، پھر خاندان بنو ہاشم کے افراد نے، اس کے بعد ہاجرین صحابہ نے پھر انصار صحابہ نے پھر عام مسلمانوں نے نماز جنازہ ادا کی، اس طرح دیر گئے رات تک یہ سلسلہ رہا۔

مرض الموت کے دنوں میں ایک دفعہ آپ نے اپنے اہل خانہ سے فرمایا تھا کہ جب میری پہنچ تکفین ہو جائے تو تھوڑی دیر کے لئے سب لوگ حجرے سے باہر ہو جائیں سب سے پہلے مجھ پر حجر تیل امین نماز پڑھیں گے پھر میکا تیل پھر اسرائیل اس کے بعد ملک الموت (عزرائیل) اور پھر دیگر فرشتے نماز پڑھیں گے اس کے بعد تم میں سے ایک ایک جماعت حجرے میں داخل ہو اور مجھ پر صلوٰۃ و سلام پڑھے۔ (مسند زرار، مستدرک حاکم)

جسد پاک کو حضرات سیدنا علیؓ، عباسؓ، فضل بن عباسؓ، قثم بن عباسؓ، شمران (خادم خاص) رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا، نوحہ داینٹوں سے لحد پاک کو بند کر دیا گیا پھر قبر شریف کو مٹی سے پُر کر دیا گیا، تربت پاک کو کوہان جیسی شکل دی گئی اور اوپر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔

صلوٰۃ و سلام اور تدفین کے بعد ایک روایت کے مطابق تیس ہزار سے زائد صحابہ کرام آنسو بہاتے اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔

يَلْخِيْوْنَ دَفِيْنًَا بِالنَّعَاجِ اَعْظَمَ ۖ ۝ فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهَا النَّعَاجُ وَالْاَكْمَرُ
تَفْسِي الْغَدَاءُ لِقَبْرِ اَنْتَ سَاكِنُ ۖ ۝ فِيْهِ الْعَقَاةُ وَفِيْهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
وَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَهَبِيْنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ
وَعَلَى الْاَهِلِّ وَصَحْبِهِ وَآلِهِ وَارْزُقْهُمُ الْبَارِكَةَ وَسَلِّمْ وَسَلِّمْ كَثِيْرًا

۱۔ حجرۂ نبویؐ کی جالی مبارک پر مذکورہ بالا شعر کندہ ہیں یہیں سے یہ دو شعر نقل کئے گئے ہیں اشعار کا ترجمہ اہل علم حضرات سے دریافت کر لیا جائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی سیر

① حضرت بلال بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین تھے اور سب سے زیادہ خوش اخلاق بھی، آپ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پستہ قدر (درمیانہ قد تھا) (بیہقی)

② اسماعیل بن عیاشؓ نے روایت نقل کی ہے کہ آپ لوگوں کی ایذا پر صبر فرمایا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

③ ہند بن ابی ہالہؓ نے ایک طویل روایت میں بیان کیا ہے کہ جب آپ چلنے کیلئے قدم اٹھایا کرتے تو قوت سے پیر اٹھتا تھا اور قدم مبارک اس طرح رکھتے گویا آگے کو جھک رہے ہیں اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے، ایسا معلوم ہوتا کہ آپ بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔

جب کسی بازو والی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پوری طرح پھر کر دیکھا کرتے (یعنی کن آنکھوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ زمین کی طرف رہا کرتی بہ نسبت آسمان کے، اکثر اوقات چلتے وقت صحابہ کو آگے رکھتے اور خود پیچھے چلا کرتے تھے۔

آپ کی عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ انتہائی تواضع کی وجہ سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے)

جو شخص بھی آپ سے ملتا تھا آپ ہی پہلے اس کو سلام کرتے۔ (ترمذی)

④ حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے کلام میں تریل ہوا کرتی

تھی یعنی آپ ٹھہر ٹھہر کر بات چیت فرماتے تھے تاکہ سننے والا اچھی طرح سمجھ لے، لیکن نہ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر کہ سننے والا اس سے اکتا جائے۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں یہ بھی اضافہ نقل کیا گیا ہے کہ آپ وعظ و تقریر میں کسی ضروری بات کو تین بار دوہرایا کرتے تھے۔

(مقصود یہ ہوتا تھا کہ اپنے کلام کو عمدہ طریقہ سے ادا کیا جائے جیسا موقع ہو اگر تا اس کا لحاظ فرمایا کرتے۔)

بعض مخاطب خوش فہم اور جلدی سمجھنے والے ہوتے ہیں ایسے وقت ایک بات کو چند مرتبہ دہرانا غیر مناسب ہوا کرتا ہے۔

اور بعض مخاطب دیر میں بات سمجھتے ہیں اُن کو کئی کئی بار سنانا مناسب ہوتا ہے اور جہاں ہر قسم کے لوگ ہوں وہاں تین بار بات کو دہرانا مناسب ہوتا ہے

اسلئے کہ بعض لوگ اعلیٰ درجے کے فہیم ہوتے ہیں وہ تو اول ہی دفعہ سمجھ لیں گے اور بعض اوسط درجے کی سمجھ رکھتے ہیں وہ دوبار میں سمجھ لیں گے اور دوسرے بعض کم فہم قسم کے ہوتے ہیں وہ تین بار میں بخوبی سمجھ لیں گے۔

(اور اگر کہیں اس مقدار سے بھی زیادہ حاجت ہو تو خوش اخلاقی کی بات یہ ہے کہ اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔)

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش اخلاقی اور قواعد کی پابندی کا اعلیٰ مرتبہ عطا ہوا تھا جو نہ کسی کو آپ سے پہلے میسر ہوا اور نہ آئندہ میسر ہوگا

اور باوجود انتظامی قواعد کی پابندی کے خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا بہت بڑا کمال ہے کیونکہ عام طور پر قواعد کی پابندی اور خوش اخلاقی جمع نہیں ہوتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ آپ اس کام میں جس کو خود انجام دیتے خوب اچھی طرح

قواعد کی پابندی فرماتے اور دوسروں سے جو ان امور میں غلطی اور کوتاہی ہوتی غصہ

نہ فرماتے البتہ ان کی اصلاح کی غرض سے باقاعدہ اور نرمی سے نصیحت فرمادیتے۔ (ترمذی)
 یہی طریقہ مسلمانوں کو بھی اختیار کرنا چاہیے کہ انتظامی قواعد کی پابندی اور
 خوش اخلاقی کی عادت اختیار کریں اور دوسروں کو بھی رغبت دلائیں مگر محض اپنے نفس
 و غضب کی شفاء کے لئے دوسروں کی کوتاہی پر گرفت نہ کریں البتہ ان کی اصلاح کی
 غرض سے اگر ضرورت پڑے تو سختی بھی پسندیدہ عمل ہے

⑤ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 کلام جُدا جُدا ہوا کرتا تھا جو شخص اس کو سنتا سمجھ لیتا (یعنی واضح اور کھلا کلام ہوتا) ابوداؤد
 ⑥ سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بری
 عادتوں میں سب سے زیادہ ناگوار چھوٹ ہوا کرتا تھا۔ (بیہقی)

⑦ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کو سب کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ مینے
 چادر تھی جس میں کئی رنگ ہوتے تھے۔

اور کتاب عزیزی شرح جامع صغیر میں ابن رسلان نے اس پسندیدگی کی یہ وجہ
 لکھی ہے کہ وہ بہت زیادہ زینت کا کپڑا نہ ہوتا تھا یعنی سیدھا سادہ ہوا کرتا اور میلا
 بھی کم ہوا کرتا ہے۔ (بیہقی، ابوداؤد، نسائی)

(در اصل آپ اپنے آپ کو دنیا میں مسافر سمجھتے تھے نہ دنیا کی رونق سے تعلق
 تھا نہ اس کی خوش رنگینوں سے دلچسپی تھی، یہی طریقہ مسلمانوں کو بھی اختیار کرنا چاہیے
 کہ بقدر ضرورت ایسے کپڑے پہن لیا کریں جس سے اچھی طرح ستر ڈھک جائے اور
 جو سادہ بھی ہوں اور کم میلے ہوتے ہوں تاکہ ان کی زینت اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے
 اور بار بار دھونے کی بھی حاجت نہ پیش آئے کہ اس میں وقت صرف ہوتا ہے۔)

بعض روایات میں سفید کپڑوں کی بھی تعریف آئی ہے۔
 ⑧ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ

عبادت زیادہ پسندیدہ تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے (یعنی نفلی نماز، روزہ، تلاوت، صدقات
 وغیرہ اس قدر ادا کرنی چاہیے جن کو نباہ سکے، یہ نہیں کہ ایک دن تو سب کچھ کر لیا اور دوسرے
 دن کچھ بھی نہیں، تھوڑی عبادت جو ہمیشہ ہو سکے وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو بہت زیادہ
 ہو لیکن پابندی نہ ہو سکے البتہ کبھی ناغہ ہو جائے تو حرج نہیں۔ بخاری، ابن ماجہ

⑨ امام مجاہدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے گوشت
 میں اس کا اگلا حصہ زیادہ پسند تھا (یعنی دست اور گردن کا حصہ) ابن السنی

⑩ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی
 چیزوں میں ٹھنڈا میٹھا پانی زیادہ پسند تھا (یعنی جو پانی کھارنا نہ ہو) حاکم

حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ پینے کی چیزوں میں آپ کو دودھ
 بہت زیادہ پسند تھا۔ (ابونعیم)

⑪ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کو پینے کی چیزوں میں شہد کا شربت
 زیادہ پسند تھا۔ (ابن السنی، ابونعیم)

⑫ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قسم کے
 سالن میں سرکہ زیادہ پسند تھا۔ (ابونعیم)

⑬ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ زیادہ آگیا کرتا
 تھا، اور کتاب عزیزی میں سیدہ ام سلیمؓ کی یہ روایت موجود ہے کہ وہ آپ کے پسینے کو اکٹھا
 کر کے دوسری خوشبو میں ملا لیا کرتی تھیں کیونکہ آپ کا پسینہ خوشبودار ہوا کرتا تھا۔ (مسلم)

ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کی خوشبودار ہونے کو لگائی جاتی تھی۔
 ⑭ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک
 (داڑھی) کے بال گھنے تھے۔ (مسلم)

⑮ سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کو پھلوں میں

ترکجو اور خرپڑہ زیادہ پسند تھا۔

(۱۶) حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے شانہ کا گوشت بہ نسبت اور حصوں کے زیادہ مرغوب تھا۔ (ابن نعیم)

(۱۷) حضرت ابو واقد جونیڈی نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب امام ہوتے تو نماز مختصر پڑھایا کرتے اور جب تنہا نماز پڑھتے تو نماز طویل ہوا کرتی تھی۔ (احمد و نسائی)

(۱۸) مقصد یہ کہ مقتدیوں کی رعایت کے پیش نظر فرض نمازوں میں قرأت اور رکوع سجدہ مختصر کیا کرتے تاکہ پیچھے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف نہ ہو کیونکہ ان میں ضعیف، کمزور، بیمار اور حاجت والے ہوا کرتے ہیں، اور تنہائی میں طوالت اسلئے فرمایا کرتے کہ نماز آجکی آجکھوں کی ٹھنڈک تھی ایں چین و سکون ملتا تھا (آپ نے خود ارشاد فرمایا جَعَلْتُ حُرَّةً عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ (الحديث) میرا سکون نماز میں رکھا گیا ہے)

(۱۹) حضرت عبداللہ بن بسر بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مکان کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے عین مقابل کھڑے نہ ہوتے بلکہ اس کے داہنے ستون کے سامنے کھڑے ہوتے یا بائیں ستون کے سامنے کھڑے ہوتے پھر اسلام علیکم فرماتے۔ (احمد، ابوداؤد)

یہ طریقہ سنت ہے کہ کسی کے گھر جائیں تو دروازے کے مقابل کھڑے نہ ہوں کہ دروازہ کھلنے پر کہیں بے پردگی نہ ہو جائے اور گھر کی مستورات پر نظر پڑ جائے پھر اسلام علیکم کہیں، اگر پہلی بار جواب نہ آئے تو دوبارہ سلام کرے پھر بھی جواب نہ ملے تو تیسری بار سلام کہے اور جواب نہ ملنے پر واپس ہو جائے۔

(۱۹) حضرت عکرمہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی جب آپ کے پاس کوئی شخص آتا اور آپ اس کے چہرے پر خوشی و مسرت کے آثار محسوس فرماتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔ (طبقات ابن سعد)

(غرض یہ ہوا کرتی تھی کہ اسکو آپ سے انسیت و محبت پیدا ہو)

(۲۰) حضرت عقبہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی اجنبی شخص آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اس کا نام دریافت فرماتے اگر وہ نام اچھا پسند نہ ہوتا تو اسکو بدل دیا کرتے۔ (ابن مندہ)

(۲۱) امام احمد نے روایت نقل کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ لایا کرتا (تاکہ آپ اس کو مناسب محل پر خرچ فرما دیں) تو آپ ارشاد فرماتے اے اللہ اس شخص پر رحم فرما (ہم کو یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ جب کوئی شخص ہمارے ذریعہ صدقات و زکوٰۃ تقسیم کروائے یا کسی مدرسہ کے لئے چندہ دے تو ہمیں بھی یہی دعا کرنی چاہیے۔)

(۲۲) سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی پیش آتی تو فرماتے،

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتَقَرَّبُ الصَّالِحَاتُ،

اور جب کوئی ناگوار حال پیش آتا تو فرماتے،

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، (حاکم)

(۲۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مال غنیمت کا حصہ (لوٹری، غلام، مال و اسباب وغیرہ) ملا کرتا تو آپ اپنے سب گھروالوں کو دے دیا کرتے تھے تاکہ گھروالوں میں باہمی تفریق نہ ہو کہ کسی کو ملے اور کسی کو نہ ملے۔

(احمد، ابن ابیہ)

(سنت طریقہ یہی ہے کہ کسی چیز کی تقسیم میں ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے باہم لوگوں میں رنجش پیدا ہو جائے یا کوئی بگاڑ پیدا ہو یہ تقسیم خواہ عوامی و برادری میں ہو یا اہل و عیال یا شاگردوں اور مریدوں میں ہو)

(۲۴) سیدہ عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں جب کھانا لایا جاتا (جس میں اور حضرات بھی آپ کے ساتھ شریک طعام ہوتے) تو آپ برتن کے اپنے سامنے والے حصے سے تناول فرماتے اور جب آپ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی جاتیں تو برتن کے ہر جانب سے کھجور تناول فرماتے تھے۔ (خطیب)

(۱۵) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کی خدمت میں نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ اس کو اپنی دونوں آنکھوں سے لگاتے پھر دونوں ہونٹوں سے چھوتے اور فرماتے۔

اللَّهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوْلَاهُ فَأَرِنَا الْخَيْرَ،

پھر چھوٹے بچوں کو وہ پھل عنایت کر دیتے جو آپ کے پاس اس وقت موجود ہوتے۔ (ابن السنی)

(۲۶) حضرت قاسم بن محمدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ برتن لایا جاتا جس میں خوشبودار تیل وغیرہ ہوتا تو آپ اس تیل میں اپنی انگلیاں تر فرماتے پھر اس کو جہاں لگانا ہوتا ان انگلیوں سے استعمال فرماتے۔ (ابن عساکر)

(۲۷) سیدہ حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دلہنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے۔ (طبرانی)

(۲۸) سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آپ اپنے سر میں تیل لگانیکا ارادہ فرماتے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے، پہلے آنکھ کی کھجور کو لگاتے، پھر دونوں آنکھوں پر لگاتے پھر سر پر لگاتے۔

کتاب عزیزی میں ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی داڑھی میں تیل لگانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے دونوں آنکھوں پر لگاتے پھر داڑھی میں تیل لگاتے۔ (حکیم الامتؒ لکھتے ہیں کہ یہ روایت میری نظر سے نہیں گذری) واللہ اعلم

(۲۹) حضرت انسؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چھوٹی یا بڑی ضرورت (استنجاء) کے لئے بیٹھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے

کپڑوں کو اس وقت تک اوپر نہ اٹھاتے جب تک کہ زمین سے قریب نہ ہو جاتے۔ (ابوداؤد، ترمذی، بیہقی)

(یہ اس لئے کہ جب آدمی قضاہ حاجت کے لئے بیٹھنا چاہے تو اس سے پہلے ستر کھولنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلا ضرورت ستر کھولنا برا ہے)

(۳۰) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں (بغیر غسل کئے) سونے کا ارادہ فرماتے تو (کم از کم) وضو کر لیا کرتے تھے (پھر سو جاتے) اور جب ایسی ہی حالت (جنابت) میں کھانے پینے کا ارادہ فرماتے تو فقط دونوں ہاتھ (گٹھوں) تک دھو لیتے پھر تناول فرماتے۔ (ابوداؤد، نسائی)

(حائضہ اور نفاس والی عورت کے لئے بھی یہی عمل سنت ہے)

(۳۱) حضرت عبداللہ بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دعا پڑھا کرتے اَللّٰهُمَّ دِيْنَكَ وَ اَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِمَكَ اَعْمَا لِكُنْ (حاکم، ابوداؤد)

(سنت یہی ہے کہ جب کسی کو رخصت کریں تو یہ دعا پڑھنی چاہیے یہ اس شخص کے دین و دنیا کی سلامتی کے لئے ہے جسکو رخصت کیا جا رہا ہے)

(۳۲) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ جب نیا کپڑا پہنتے تو (عموماً) جمعہ کے دن پہنا کرتے۔ (خطیب)

(۳۳) حضرت عبداللہ بن کوثبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسواک سے فارغ ہوتے تو قریب میں جو شخص بڑا ہوتا اس کو وہ مسواک عنایت فرما دیتے اسی طرح جب کچھ پانی وغیرہ پیتے تو بچا ہوا حصہ اس شخص کو عنایت کر دیتے جو آپ کی داہنی جانب ہوتا۔ (حکیم ترمذی، نوادر الاصول)

(آپ کی یہ عنایت لوگوں کو برکت پہنچانے کیلئے ہوا کرتی تھی)

(۳۴) حضرت عثمان بن ابی العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بادِ شمالی (شمال کی جانب سے) چلتی ہوئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِیْلَیْحَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسَلْتَ فِیْهَا۔ (ابن السنی، طبہ النبی)

(ترجمہ) یا اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جسکو آپ نے اس ہوا میں بھیجا ہے۔ (اس دعا کے پڑھنے کی غالباً یہ وجہ تھی کہ ایسی ہوا گزشتہ قوموں پر بطریق عذاب چلائی گئی ہے یا آئندہ بھی چلائی جائے گی) واللہ اعلم

(۳۵) اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنے گھر والوں میں سے کسی کے بارے میں یہ معلوم ہوتا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے تو آپ اس سے مسلسل ناراض اور رنجیدہ رہتے یہاں تک کہ وہ شخص جھوٹ سے توبہ نہ کر لیتا پھر جب وہ توبہ کر لیتا تو آپ بدستور اس سے راضی ہو جاتے۔

(وجہ یہ تھی کہ جھوٹ ایک کبیرہ گناہ ہے اور گنہگار سے ناراضی ضروری ہے اسلئے آپ ایسے شخص سے اعراض فرماتے تھے، علاوہ ازیں دیگر گنہگاروں سے آپ کا یہی برتاؤ ہوا کرتا تھا۔) (احمد، حاکم)

(۳۶) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غمگین ہوتے تو اپنی دائرہ مبارک ہاتھ میں لیتے اور اسکو دیکھنے لگتے۔ (شیرازی)

(آپ کا یہ عمل طبعی تھا بطور عبادت یا سنت نہ تھا۔ حکیم الامتؒ) واللہ اعلم

(۳۷) سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غمگین (یا فکرمند) ہوتے تو بار بار دائرہ مبارک کو ہاتھ میں لیا کرتے۔

(ابن السنی، البیہق)

(۳۸) حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی آنکھوں میں سرمہ لگاتے تو طاقِ حدِ سلامتی پھیرا کرتے۔ (احمد)

دوسری حدیث جسکو امام ترمذی نے بیان کی ہے کہ آپ ہر آنکھ میں تین تین سلامتی سرمہ لگاتے تھے۔

(۳۹) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ کھانا تناول فرماتے تو (بعد فراغت) اپنی تین انگلیوں کو (جن سے آپ عموماً کھایا کرتے تھے) کما دروفے الحاکم ہچاٹ لیا کرتے (تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی رزق ضائع نہ ہو) مسلم، احمد

(۴۰) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی کوئی دشواری یا فکر لاحق ہوتی تو اپنا سرمہ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے اور سبحان اللہ العظیم کہا کرتے۔ (ترمذی)

(۴۱) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کام کے لئے روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے لوگوں کو خوشخبری سناؤ (یعنی عام آدمیوں کے خوش کن باتیں کرو دینی و دنیوی امور میں) اور ان کو نفرت نہ دلاؤ تاکہ وہ لوگ تم سے نفرت نہ کریں (مگر حد شرعی کو ہر موقع پر ملحوظ رکھنا ضروری ہے، ایسی خوشخبری یا ایسی خوش کن باتیں نہ کرنی چاہئیں جو دین و اخلاق کے خلاف ہوں) (اور آسانی کرو سختی نہ کرو) (ابوداؤد ابن ماجہ)

(۴۲) سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب آپ کو کسی کی بُری بات معلوم ہوتی تو نصیحت کے وقت یہ نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے کہ وہ ایسا اور ایسا کام کر رہا ہے یا ایسی بات کہتا ہے بلکہ آپ یہ فرمایا کرتے لوگوں کا کیا حال ہے کہ ایسی اور ایسی باتیں (یعنی بُری باتیں) کہتے ہیں اور ایسے اور ایسے بُرے کام کرتے ہیں۔ (ابوداؤد) (خطا کار کا نام ظاہر نہیں فرماتے تھے)۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ اخلاق تھا، آپ کا یہ مقصود ہوا کرتا تھا کہ خطا کار عام لوگوں میں رسوائی نہ ہو اور خود بخود مستنبہ ہو جائے۔

(۴۳) حضرت صفہ بن وداعہؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو روانہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو دن کے اول وقت (صبح) میں روانہ کرتے

(کیونکہ یہ برکت کا وقت ہے) ابو داؤد، ترمذی

(۴۴) حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا تناول فرماتے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو تناول فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے تھے۔ (ابونعیم)

(مقصود یہ کہ آپ عام طور پر دن میں ایک وقت کھانا تناول فرماتے تھے کبھی صبح کو اور کبھی شام کو)

(۴۵) سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح سے فارغ ہوتے تو دو رکعت نفل نماز (جس کا نام عام لوگوں نے تحیۃ الوضوء رکھ لیا ہے) ادا فرماتے پھر فرض نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے۔ (ابن ماجہ)

(۴۶) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب سردی کا موسم آتا تو آپ جمعہ کی رات کو مکان کے اندر سونا شروع فرماتے اور جب گرمی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو باہر سونا شروع کرتے اور جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اللہ کی حمد یعنی الحمد للہ یا اس جیسا کوئی کلمہ ادا فرماتے اور دو رکعت نماز (بطور شکر) پڑھتے اور پُرانا کپڑا کسی محتاج کو عنایت فرما دیتے۔ (خطیب، ابن عساکر)

(۴۷) حضرت حسن بن محمد بن علیؓ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کچھ مال و متاع صبح کے وقت آتا تو وہ پہر تک اپنے پاس نہیں رکھتے اور اگر شام کے وقت آتا تو رات تک نہیں رکھتے تھے (بلکہ فوراً خرچ کر دیا کرتے اور مستحقوں کو دے دیا کرتے) بیہقی، خطیب

(۴۸) محدث بخاری نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب زیادہ مہنی آتی تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے (ایسا اتفاق کبھی کبھی ہو جایا کرتا کہ آپ کو زیادہ مہنی آجائے ورنہ عموماً آپ ایسے موقعوں پر مسکرا دیا کرتے تھے جس کو تبسم

کہا جاتا ہے۔ کا ورو بسند صحیح)

(۴۹) حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور بات چیت فرماتے پھر وہاں سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو استغفار پڑھا کرتے دس سے پندرہ مرتبہ، (ابن اسنی)

(دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وہ استغفار یہ تھا اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ،

(کہ انی العزیزی لیکن لم اقف علی سندہ، حکیم الامت)

(۵۰) حضرت عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس میں باتیں فرمایا کرتے تو دوران گفتگو آسمان کی طرف نگاہ اٹھایا کرتے تھے (ابو داؤد)

(آسمان کی طرف بار بار نظر اٹھانا فکر آخرت کا تقاضہ تھا)

(۵۱) حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی دشواری پیش آتی تو نفل نماز پڑھا کرتے (اس عمل سے دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہوتی ہے) احمد، ابو داؤد،

(۵۲) حضرت سعید بن حکیمؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی چیز عمدہ معلوم ہوتی تھی اور پھر اس چیز کو نظر لگ جانے کا اندیشہ فرماتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اللَّهُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَلَا تَخْضُرْهُ، (ابن اسنی)

(۵۳) ام مجاہدؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی عورت کو اپنے نکاح کا پیغام دیتے اور وہ پیغام منظور نہ ہوتا تو دوبارہ اس کا ذکر نہیں فرماتے (یعنی اصرار

سلہ آپ کی اپنی نظر مبارک سے بے اثر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، آپ کا یہ عمل امت کی تعلیم کیلئے تھا تاکہ امت کے لوگ ایسا ہی پڑھا کریں۔

اور خواہش نہ کرتے، اگر پیغام منظور ہو جاتا تو نکاح کر لیتے ورنہ خاموش ہو جاتے اور نہ کسی پر دباؤ ڈالتے) آپ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اس نے انکار کر دیا پھر بعد میں خود اسی عورت نے آپ سے نکاح کرنا چاہا آپ نے فرمایا ہم نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا ہے اب ہم کو حاجت نہ رہی۔

(طبقات ابن سعد)

۵۷) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ازواج سے ملاقات کرتے تو بہت خوش دلی اور خاطر داری سے پیش آتے۔

(ابن سعد، ابن عساکر)

۵۸) حبیب بن صالحؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو جو تاہن کر جاتے اور سر کو ڈھانک لیا کرتے (یعنی ٹوپی پہن لیتے) (طبقات ابن سعد)

۵۹) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو اس سے فرماتے:

لَا جَائِسَ حُلُوْرٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی
(اچھے اندیشہ نہیں انشاء اللہ گناہوں کا کفارہ ہوگا)

۶۰) حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا فرماتے تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے (پھر اوروں کیلئے دعا فرماتے تھے) (طبرانی)

۶۱) حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوف یا اندیشہ پیش آتا تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ رِنِّیْ لَكَ شَرِّکَ لَہٗ، (نسائی)

۶۲) حضرت سہیلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات یا کسی کام سے راہنی ہوتے تھے تو سکوت (خاموشی) اختیار فرماتے۔ (ابن منذر)

(مطلب یہ کہ کسی بات پر آپ کی خاموشی بھی رضامندی کی علامت تھی) ۶۳) سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ازواج مطہرات میں جب کسی بیوی کی آنکھ دکھتی (یعنی آنکھ میں تکلیف ہو جاتی) تو آپ آرام ہونے تک ان سے ہمبستری چھوڑ دیتے تھے (تاکہ مریض کو کامل آرام ملے) (ابن نعیم)

۶۴) ابن مبارکؓ اور ابن سعدؓ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے میں شریک ہوتے تو آپ پر خاموشی سی طاری رہا کرتی تھی اور آپ دل میں موت کے بارے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(ابن المبارکؓ ابن سعد)

(جنازہ عبرت کا مقام ہے اس کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرنا چاہیے اور اس تنہائی و بے کسی کا خیال کرنا چاہیے جو موت کے بعد پیش آنے والی ہے۔ ع یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

۶۵) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیا کرتے اور آواز کو پست فرما لیتے تھے۔ (احاکم، ابو داؤد، ترمذی)

۶۶) سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیک کام شروع فرماتے تو اس کو ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ (مسلم، ابو داؤد)

(یعنی اچھا کام چھوڑنے کے قابل نہیں ہوتا)

۶۷) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب کسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آجاتا اگر آپ کھڑے ہوتے تو بیٹھ جاتے اور اگر آپ بیٹھ ہوتے تو لیٹ جاتے۔ (ابن ابی الدنیا)

(حالت کا بدل دینا غصہ کم کرنے کا علاج ہے اس طرح غصہ ختم ہو جاتا ہے)
 (۶۵) حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کچھ دیر کھڑے رہتے اور آپ کے ہمراہ صحابہ بھی کھڑے رہتے، آپ فرمایا کرتے اپنے مردہ بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو اور اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جاتا ہے۔

(ابوداؤد)

(یعنی دفن کے بعد منکر نکیر کے سوال کرنے کا وقت ہوا کرتا ہے ایسے وقت میت کے ثابت قدم یعنی صحیح جواب دینے کی دعا کرنی چاہیے تاکہ مردے کو پریشانی نہ ہو۔)
 (۶۶) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ تہ پہننے تو دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے (یعنی اول داہنا ہاتھ اس میں داخل فرماتے)

(ترمذی)

(۶۷) حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی صحابی آپ سے ملاقات کرتا اور وہ کھڑے جاتا تو آپ بھی کھڑے جاتے اور جب تک وہ شخص چلا نہ جاتا آپ برابر کھڑے رہا کرتے اسی طرح جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی آپ سے ملاقات کرتا اور آپ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تو آپ اس کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیتے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے نہ نکالتے تھے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا، اور عبد اللہ بن المبارکؓ کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ اپنا چہرہ اقدس اس کے سامنے سے نہ پھیرتے تھے جب تک کہ وہ خود اپنا چہرہ آپ کے سامنے سے نہ پھیر لیتا تھا، اور جب آپ کسی صحابی سے ملاقات فرماتے اور وہ صحابی آپ کے کان کے قریب ہونا چاہتا (سرگوشی کے لئے) تو آپ اس کے قریب اپنا کان کر دیتے اور اپنے کان کو نہ ہٹاتے جب تک کہ وہ شخص

فارغ ہو کر خود نہ ہٹتا۔ (ابن سعد)

(۶۸) حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اصحاب میں جو کوئی آپ سے ملتا تو آپ اس سے مصافحہ فرماتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔ (نسائی)

(۶۹) حضرت جناب بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صحابہ سے ملتے تو مصافحہ نہیں کرتے یہاں تک کہ سلام کر لیتے (یعنی پہلے سلام کرتے پھر مصافحہ فرماتے) (طبرانی)

(۷۰) ابن السنیؒ نے ایک انصاری کی باندی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو پکارنا چاہتے اور اس وقت آپ کو اس کا نام یاد نہ آتا تو یا ابن عبد اللہ کہہ کر آواز دیتے (یعنی اے بندہ خدا)

(۷۱) حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے پھرتے تھے تو ادھر ادھر دیکھا نہیں کرتے تھے (یعنی جس سمت جانا ہوتا تھا اسی طرف رخ مبارک ہوا کرتا) حاکم

(۷۲) ابوداؤد نے بعض آل ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا کفن جیسا ہوا کرتا تھا (یعنی جیسے میت کو کفن دیا جاتا ہے اس قسم کا ہوا کرتا تھا نہ قیمتی اور نہ پر تکلف) اور آپ کی مسجد آپ کے سر پہنے تھی (یعنی جب سوتے تھے تو آپ کا سر مبارک مسجد کی جانب ہوا کرتا تھا)

(کذا فی العزیزی)

(۷۳) سیدہ حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ کا بچھونا ٹاٹ کا تھا۔ (ترمذی)
 (۷۴) دونوں حدیثوں کا ایک ہی مفہوم ہے کہ آپ کا بستر مبارک سیدہ حاسدہؓ تھا نہ نرم و گداز نہ نقش و نگار والا

(۷۵) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کُرتہ

شخصوں سے اوپر ہوا کرتا تھا (یعنی نصف پٹلیوں تک جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح آئی ہے۔ اکنانی العزیزی بغیر ذکر سند)

اور آپ کے کرتے کی آستین انگلیوں کے برابر ہوتی تھی، اور دوسری روایت جسکو ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے آستین کی لمبائی ہاتھوں کے گٹوں تک دراز تھی۔

(الغرض دونوں طرح کی آستین پہننا ثابت ہے) حاکم

(۷۵) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیک چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری تھی۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۷۶) حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معمولی قسم کے پھوہارے (کھجور) بھی اس قدر میسر نہ تھے جس سے آپ شکم سیری فرمائیں حالانکہ روئے زمین کے خزان آپ کے پیروں تلے تھے مگر ذہد اختیار فرمایا تھا اور لذت دنیا کو حقیرانہ اور بے قیمت سمجھ کر آپ نے فقر کی حالت اختیار کر لی تھی، اور جو آمدنی ہوتی تھی اسکو ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ (طبرانی)

(۷۷) حضرت انسؓ فرمایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے کل آئندہ کے واسطے کچھ جمع نہیں رکھتے تھے۔ (ترمذی)

(ابو حمزہؓ رزق جدید کا معاملہ تھا)

(۷۸) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ چلا کرتے تو لوگوں کو آپ کے آگے سے نہ ہٹایا جاتا تھا اور نہ مارا جاتا تھا (جیسا کہ متکبر بادشاہوں اور امیروں کیلئے راستہ خالی کرنے کے لئے عام لوگوں کو ہٹایا جاتا اور جھڑکا جاتا ہے تاکہ مہم دولت کی راہ میں آڑے نہ آئیں) طبرانی

(۷۹) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن سے

کم میں قرآن شریف ختم نہیں فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

(۸۰) محمد بن الحنفیہؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ کسی کام کے کرنے کو جو شریعت میں جائز ہوتا منع نہیں فرماتے تھے اور جب آپ کسی کا سوال پورا کرنے کا ارادہ فرماتے تو ہاں فرمایا کرتے تھے اور جب پورا کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو خاموش رہتے تھے (یہی حالت آپ کے انکار کرنے کی سمجھی جاتی تھی۔ اپنی زبان مبارک سے انکار نہیں فرماتے)۔ (ابن سعد)

(شامل عزیزی شرح جامع صغیر اخوذا کتاب شتی زیور حصہ)

(۸۱) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو اپنی انگلیوں کو نکال کر داخل ہوتے۔

(شامل ترمذی)

(جو نیکہ انگلی پر اللہ و رسول کا اسم مبارک لکھا ہوا تھا اسلئے بیت الخلاء میں ایسی چیزوں کو نہ لے جانا چاہیے، یہی حکم آیات قرآنی کا بھی ہے کہ ایسا تعویذ بھی بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہے جس میں متبرک نام اور آیات قرآنی و حدیث کے الفاظ ہوں)

(۸۲) حضرت کعب بن مالکؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول کرنے کے بعد اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے۔

(شامل ترمذی)

(۸۳) حضرت ابو حمزہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بہر حال میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھایا کرتا۔

(شامل ترمذی)

(۸۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے فراغت کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا

اور وضو کا پانی لانے کیلئے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا مجھ کو وضو کرنے کا حکم اسی وقت ہے جب میں نماز کا ارادہ کروں (استنجار سے فارغ ہونے کے بعد یا کھانا تناول کرنے سے پہلے وضو کرنا سنت نہیں ہے۔)

(شمائل ترمذی)

⑤ حضرت حسن بن علیؑ اپنے ماموں (سیدہ فاطمہؑ کے ماموں) ہند بن ابی ہالہؑ سے (جو وہابی رسول) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق کثرت سے بیان کرنے والے کے نام سے مشہور ہیں) عرض کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان کیجئے؟

انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے غم میں اکثر مشغول رہا کرتے تھے ہر وقت غور و فکر سوار رہا کرتی تھی، کسی وقت آپ کو بے فکری اور راحت و چین نہیں ہوتی تھی، اکثر اوقات خاموش رہا کرتے تھے بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، آپ کی پوری گفتگو شروع سے آخر تک صاف صاف واضح ہوا کرتی، پر مینے الفاظ ہوا کرتے آپ سخت مزاج نہ تھے کسی کی تذلیل نہیں فرماتے، اللہ کی نعمت خواہ تھی ہی تھوڑی ہو اس کو بہت بڑی نعمت سمجھتے تھے، دنیاوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا، البتہ کسی دینی اور حق بات میں کوئی شخص تجاوز کرتا تو اس وقت آپ کو غصہ آتا پھر کوئی بھی شخص اس غصہ کی تاب نہ لا سکتا تھا اور کوئی اس کو روک بھی نہ سکتا تھا یہاں تک آپ اس کا انتقام نہ لے لیں، اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے اور نہ اس کا انتقام لیتے، جب کسی سے ناراض ہوتے تو اپنا چہرہ مبارک پھیر لیتے تھے اور جب خاموش ہوتے تو جیسا و شرم کی وجہ سے آنکھیں بند کر لیتے، آپ کی ہنسی تبسم ہوا کرتی اس وقت دندان مبارک موتیوں کی طرح چمک دانتا ہر ہوتے۔

(شمائل ترمذی)

⑥ حضرت عبد اللہ بن حارثؑ فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا یعنی فکر و غم کرنے والوں میں اس قدر تبسم کرنے والا اور کوئی نہ تھا)

(شمائل ترمذی)

⑦ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہم سے مزاح بھی فرماتے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

ہاں ہاں مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔

(شمائل ترمذی)

۱۰ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ سواری کا جانور طلب کیا آپ نے ارشاد فرمایا ضرور ہم تم کو اونٹنی کا ایک بچہ دیں گے اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اونٹنی کا بچہ لیکر کیا کروں؟ اچھا تو سواری کے لئے اونٹ چاہیئے، آپ نے ارشاد فرمایا ہر اونٹ کسی نہ کسی اونٹنی کا بچہ ہوا کرتا ہے۔

یہی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ در بہات کے رہنے والے ایک شخص جن کا نام زاہر بن حرام تھا جب وہ مدینہ طیبہ آئے تو در بہات کی سبزی و ترکاری وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضرور لے آتے تھے اور ان کی دالہسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہری سامان خورد و نوش ان کو عطا فرماتے تھے، آپ کو ان سے محبت تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزاحاً انھیں فرمایا کرتے زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔

حضرت زاہر کی شکل و صورت معمولی قسم کی تھی، ایک مرتبہ بازار میں کھڑے اپنا سامان فروخت کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک تشریف لائے اور پیچھے سے ان کو اس طرح دلوچ لیا کہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے انھوں نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا ارے کون

﴿۸۸﴾ حضرت برادر بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کیلئے بستر مبارک پر لیٹتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔
رَبِّ قَبْنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَكَ
ترجمہ: اے اللہ مجھے قیامت کے دن عذاب سے بچا دیتے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

اے کون ہے مجھے چھوڑ دے۔

پھر جب انھوں نے آپ کو کون آنکھوں سے دیکھ لیا تو خود اور زیادہ چمٹ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کوئی ہے جو اس غلام کو خرید لے؟

حضرت زاہر نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجھے فروخت کر دیں تو مجھ کو کھونا کم قیمت پائیں گے، آپ نے ارشاد فرمایا نہیں نہیں اللہ کے نزدیک تم کھوٹے نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔
(شمالی ترمذی)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں داخل فرمادے، آپ نے ارشاد فرمایا جنت میں بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی۔

یہ سنکر وہ بوڑھی عورت روتی ہوئی واپس ہونے لگی، آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اسکو کہہ دو کہ کوئی بھی جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ساری جنتی عورتوں کو نو عمر کنواری لڑکیاں بنا دیں گے پھر ان کا داخلہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنِشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرْسًا وَغَدَاً (الزَّيْنَةِ)

الواقعة آیت ۲۵

﴿۸۹﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اتنی لمبی نفل نمازیں پڑھاتے تھے کہ ہاتھ مبارک پر درم آجاتا۔
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پوری پوری مغفرت فرمادی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا،

اجب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا بڑا انعام واکرام فرمایا ہے تو کیا میں اس کا شکریہ ادا نہ کروں؟

(شمالی ترمذی)

ترجمہ: ہم نے ان جنتی عورتوں کو خاص طور پر نیا پیدا کیا یعنی انھیں دائمی کنواری عورت بنایا ہے من پسند اور ہم عمر والیاں،

حکیم الامتؒ لکھتے ہیں کہ اہل جنت مردوں کی ملاقات کے بعد بھی وہ دوبارہ کنواری حالت پر ہوجائیں گی (یعنی دائمی کنواری حالت پر رہیں گی) اللہم ارزقنا اللہم ارزقنا ما
سہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ایک روایت میں ہے کہ یہ دعائیں مرتبہ پڑھا کرتے تھے (حصن حصین)

سہ (حاشیہ صفحہ ۷۸) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عبادت کبھی جنت کے حور و قصور کے شوق میں کیجاتی ہے کہ یہاں قیمت ادا کر دی وہاں مال مل جائے گا یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ اور کبھی عبادت خوف از عیش کے تحت کیجاتی ہے (کہ کہیں وہاں پکڑے نہ جائیں) یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے خوف سے کام کرتے ہیں۔ اور ایک عبادت وہ ہے جو بلا شوق و خوف صرف اللہ کے انعامات کے شکر میں کیجاتی ہو، یہ احرار (مردان حق) کی عبادت ہے۔

(خصائل نبوی ترجمہ شمالی ترمذی)

۹۰) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تجھ میں صرف ایک آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔
(شمالی ترمذی)

(وہ آیت سورۃ المائدہ کے آخری رکوع کی آیت مصلحتی)

۹۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ میں ایک بڑے دوسوہ میں پڑ گیا، کسی نے پوچھا کہ وہ برا دوسوہ کیا تھا؟ فرمایا کہ میں بیٹھ جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے چھوڑ دوں۔
(شمالی ترمذی)

۹۲) حضرت عبداللہ بن شقیقؓ کہتے ہیں:

کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ نفل روزوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معمول تھا؟
سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا:

آپ کسی ہمدردی کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے کہ ہمارا اندازہ یہ ہوتا تھا کہ آپ روزے ترک ہی نہیں کریں گے۔

اور کسی ماہ روزے ہی نہ رکھتے تھے جس پر ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اب روزے ہی نہ رکھیں گے لیکن مدینہ طیبہ تشریف آوری کے کچھ عرصے بعد اپنے سوائے رمضان المبارک کسی ماہ پورے ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

مہی حال آپ کی رات دالی عبادت کا تھا کہ جب کبھی نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہیں تو آپ نماز پڑھتے نظر آتے تھے اور اگر سوتا دیکھنا چاہیں تو سوتا ہوا بھی دیکھا جاسکتا تھا۔

(مطلب یہ کہ رات کا کوئی نہ کوئی حصہ آپ نمازوں میں گزارتے تھے)
(شمالی ترمذی)

۹۳) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

(شمالی ترمذی)

۹۴) حضرت ابو صالحؓ کہتے ہیں کہ:

میں نے سیدہ عائشہ اور سیدہ ام سلمہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کونسا عمل زیادہ پسندیدہ تھا؟
دونوں نے جواب دیا کہ:

جس عمل پر مداومت (پابندی) ہو خواہ وہ عمل چھوٹا کیوں نہ ہو۔
(شمالی ترمذی)

۱) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

پیر و جمعرات کے دن بندوں کے اعمال حضور رب العزت میں پیش ہونے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں پیش ہوں۔

ایک اور حدیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ پیر و جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت کر دیا کرتے ہیں مگر جن دو مسلمانوں میں قطع قلعق ہے ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں ایسے ہی رہنے دو جب تک کہ یہ آپس میں صلح صفائی نہ کر لیں۔

(خصمائل بنوی شرح شمالی ترمذی)

⑨۵) عبداللہ بن ابی قیسؓ کہتے ہیں کہ

میں نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا کہ آپ نماز تہجد میں قرأت قرآن آواز (جہر) سے پڑھا کرتے تھے یا آہستہ؟

انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح کا معمول تھا۔

میں نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہر طرح کی سہولت رکھی۔

(شأنی ترمذی)

⑨۶)

حضرت محمد باقرؓ کہتے ہیں کہ

کسی نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟
(یعنی کس قسم کا تھا)

انہوں نے فرمایا

آپ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔

اسی طرح سیدہ حفصہؓ سے کسی نے یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے فرمایا ایک ٹاٹ تھا جسکو دھیرا کر کے ہم بچھا دیا کرتے تھے ایک دن مجھے خیال آیا کہ اگر اس بستر کو چوہیرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ آرام دہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت فرمایا

میرے بچے رات کیا چیز بچھائی گئی تھی؟

میں نے تفصیل بیان کر دی۔

آپ نے فرمایا

اس بستر کو اپنے سابقہ حال پر ہی رہنے دو اس کی نرمی نے تہجد کی نماز سے غافل کر دیا۔

(شأنی ترمذی)

⑨۷)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ

ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے آپ سے تنہائی میں کچھ ضروری بات کرنی ہے

آپ نے ارشاد فرمایا

کسی عام راستہ پر بیٹھ جاؤ میں وہیں آکر بات سن لوں گا۔

(شأنی ترمذی)

⑨۸)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ

صحابہ کرام کے قلوب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باعزت اور محبوب اور کوئی شخصیت نہ تھی، اس کے باوجود وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتا دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے۔ یہ اس لئے کہ آپ کو اپنے لئے اس طرح کھڑا ہونا پسند نہ تھا۔

(صحابہ کرام آپ کی مرضی کو پورا کرنا چاہتے تھے اور اپنے تقاضے اور جذبات دبایا کرتے تھے)

(شأنی ترمذی)

⑨۹)

حضرت حسینؓ نے اپنے والد سیدنا علیؓ سے دریافت کیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ہم نشینوں کے ساتھ کیا معاملہ تھا؟

سیدنا علیؓ نے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تین باتوں میں اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر رکھا تھا۔
 جھگڑے سے، ہتکرت سے، بیکار باتوں سے،
 اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا
 نہ کشتی کی مذمت یا برائی فرماتے تھے، نہ کشتی کو عیب لگاتے تھے، نہ کشتی کے عیب
 تلاش کرتے تھے۔

آپ صرف وہی کلام فرماتے تھے جو اجر و ثواب کا باعث ہو۔
 اثنائے گفت گو کسی کی بات کو قطع نہ فرماتے کہ دوسرے کی بات کاٹ کر اپنی
 بات شروع کریں

(بلکہ بات کرنے والے کی بات مکمل ہونے کے بعد اپنی بات فرماتے)
 (شمائل ترمذی)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ
 آپ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے
 ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ
 یہ سے زیادہ بہتر بدلہ عنایت فرمایا کرتے تھے۔

(شمائل ترمذی)

① امام ترمذی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں نوے ہزار درہم ہدیہ آئے آپ نے ایک چٹائی پر
 ڈلوادیئے اور وہیں پر سارے درہم تقسیم فرمادیئے، ختم ہونے کے بعد ایک ضرورت مند
 آیا اور درہم طلب کیا۔
 آپ نے ارشاد فرمایا

میرے پاس تو اب کچھ بھی نہ رہا البتہ تم میرے نام سے قرض لے لو جب میرے
 پاس گنجائش ہوگی میں ادا کر دوں گا۔

سیدنا عمرؓ نے عرض کیا
 یا رسول اللہ آپ کے پاس جو کچھ بھی تھا آپ نے دے دیا ہے اور جو چیز آپ کے
 ہاتھ میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا پابند نہیں کیا ہے، آپ ایسی رحمت کیوں
 اختیار فرماتے ہیں؟

حضرت عمرؓ کا یہ مشورہ آپ کو ناگوار گذرا
 ایک انصاری صحابی نے عرض کیا
 یا رسول اللہ!

آپ کا جس قدر جی چاہے خرچ کیجئے اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کیجئے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصاری کی یہ بات بہت پسند آئی
 آپ نے تبسم فرمایا جس کا اثر چہرہ اقدس پر ظاہر ہوا، پھر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے مجھے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

(شمائل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ
 ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلالؓ سے فرمایا تھا
 اَنْفِقْ يَا بِلَالُ وَلَا تَحْشَى مِنْ خِصْمِ الْعَرَضِ اِخْلَافًا، الحديث
 اے بلال خرچ کیا کر اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کر،
 (حفصائل بنوی)

ﷺ سیدنا بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو اخراجات کے منتظم تھے۔

①۱۱ زید بن سعنہ جو بہت بڑے یہودی عالم و فاضل تھے اسلام لانے کے بعد اپنا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ :

نبوت کی علامتوں میں (جو پہلی آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی تھیں) کوئی بھی ایسی علامت باقی نہیں رہی جس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں دیکھا نہ ہو۔

البتہ دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کے تجربہ کی نوبت ابھی تک پیش نہ آئی تھی۔

ایک تو یہ علامت کہ آپ کا صبر و ضبط آپ کے غضب پر غالب ہوگا۔ دوسری علامت یہ کہ آپ کے ساتھ جو کوئی بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا اسے سبقت آپ کا ضبط و تحمل اور زیادہ ہوتا جائے گا۔

میں ان دونوں علامتوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آپ کی خدمت میں اپنی آمد و رفت بڑھاتا رہا،

ایک دن آپ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے، حضرت علیؓ آپ کے ساتھ تھے ایک دیہاتی شخص آیا اور عرض کیا

یا رسول اللہ!

میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے قوم سے کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ تو بھرپور رزق تم کو ملے گا،

اور اب یہ حالت ہے کہ گاؤں میں قحط پڑ گیا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ قوم اسلام سے نکل نہ جائے۔

اگر آپ قوم کی اعانت و مدد فرمادیں تو اندیشہ دور ہو سکتا ہے زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ کی جانب نظر کی تو حضرت علیؓ نے

عرض کیا،

یا رسول اللہ! اس وقت تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

اس پر میں (زید بن سعنہ) نے کہا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اگر آپ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں مقررہ وقت پر مجھے دیدیں تو میں اس کی پیشگی قیمت اکبھی دیتا ہوں، اس سے آپ اس دیہاتی مسلمان کی مدد فرمادیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا

یہ تو نہیں ہو سکتا البتہ باغ کی تعیین کرو تو میں تم سے معاملہ کر سکتا ہوں زید کہتے ہیں

میں نے اس شرط کو قبول کر لیا اور کھجوروں کی قیمت اتنی مثال سونا (ایک مثال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے) اس طرح اکیس تولہ سونا، آپ کو دے دیا آپ نے وہ سونا اس دیہاتی مسلمان کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ

انصاف کے ساتھ اس کی تقسیم کر دو تاکہ قوم کی ضرورت پوری ہو جائے

اس کے بعد زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ

جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین یوم باقی تھے میں آپ کے پاس آیا اس وقت حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ آپ کے پاس تھے میں آئے ہی آپ کے کرتے اور چادر کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

تم میرا قرض ادا نہیں کرتے خدا کی قسم! میں تم سب اولاد عبد المطلب کو خوب جانتا ہوں سب کے سب بڑے نادمندہ قسم کے لوگ ہو، تم سے کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

حضرت عمرؓ نے اس وقت مجھ کو تیز لگا ہوں سے دیکھا اور کہا
او خدا کے دشمن ایہ کجو اس کیا ہے؟

اللہ کی قسم!

اگر مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس وقت

تیری گردن اڑا دیتا

زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سکون سے مجھ کو دیکھ رہے تھے

اور تبسم فرما رہے تھے

پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا

اے عمرؓ!

تم دھمکی دینے کے بجائے اس کو خوش اخلاقی برتنے کی ہدایت کرتے اور مجھ کو

اس کا حق ادا کرنے کی تلقین کرتے

تمہاری اس تفہیم کے ہم دونوں زیادہ محتاج تھے۔

بہر حال زید کو اپنے ساتھ لے جاؤ

اور اس کا حق ادا کر دو

اور تم نے جو اس کو ڈانٹا و دھمکایا ہے اس کے بدلہ میں بیس صاع (تقریباً

دو من کھجوریں) مزید اضافہ کر کے دو

زید بن سعنہ کہتے ہیں کہ

حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور میرا قرضہ اور بیس صاع کھجوریں دیدیں

میں نے پوچھا

یہ بیس صاع زائد کس لئے دیئے جا رہے ہیں؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے
پھر میں نے کہا

اے عمرؓ!

تم مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟

انہوں نے فرمایا

نہیں!

میں نے کہا

میں زید بن سعنہ ہوں

حضرت عمرؓ نے پوچھا

وہی جو یہودیوں کا بڑا عالم ہے؟

میں نے کہا

ہاں! وہی ہوں

پھر حضرت عمرؓ نے کہا

اے زید!

تم اتنے بڑے عالم ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہو،

میں نے کہا

اے عمرؓ!

علامات نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئیں تھیں جن کا اب تک مجھے تجربہ

کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا

ایک یہ کہ آپ کا ضبط و تحمل آپ کے غصہ پر غالب ہوگا

نصیحت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ

وقتِ سحر وقتِ مناجات ہے خیز وراں وقت کہ برکات ہے
 نفسِ مبادا کہ بجوید ترا خُپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
 بادمِ خود ہمدم ہستیار باش صحبتِ اغیار بُوری بات ہے
 باتنِ تنہا چہ روی زیں زیں نیک عمل کن کہ وہی بات ہے
 پندِ شکر گنج بدول و جاں شنو ضائع مکن عمر کہ ہیہات ہے

کتاب نقوشِ سلیمانی ص ۴۲

علامہ سلیمان ندویؒ

دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ آپ کے تحمل کو اور زیادہ کریگا
 اب میں ان دو علامتوں کا بھی تجربہ کر لیا ہے لہذا تم کو اپنے اسلام لانے کا گواہ بناتا ہوں
 اور میری کل جائیداد کا نصف حصہ امت محمدیہ کے لئے صدقہ ہے۔
 پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کے ہاتھ پر
 بیعت کی۔

اسلام لانے کے بعد زید بن سہلؓ بہت سے غزوات میں شریک ہوئے آخر کار
 غزوہ تبوکؓ میں شہید بھی ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه
 (خصائل نبوی شرح شامی ترمذی)

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَكْبَرِ الَّذِي
 وَصَّيْنَاهُ أَجْمَعِينَ

خاکینائے مصطفیٰ

خادم الکتاب السنہ

محمد عبدالرحمن

استاذ حدیث و تفسیر حالِ مقیم جدہ

(سعودی عرب)

فون نمبر

6896059

نقشہ نعلین شریفین

صلی اللہ علیہ وسلم

